انا من الحسینؑ

رئیس امروہوی

جیؔ اکاڈیمی

سلسلۂ مطبوعات

نفسیات و مابعد النفسیات

م . ع . ن (المعن)

(نصاب تعمیر و تنظیم شخصیت)

SELF CULTURE TRAINING COURSE

S.C.T.

رئیس اکاڈیمی

گارڈن ایسٹ ۔ کراچی ۔ فون: ۷۰۷۲۳/۷۰۵۵۶

اَنا مِن الحسینؑ

★

رئیس امروہوی

قیمت دس روپے

رئیس اکاڈمی

مطبوعہ سندھ آفسٹ پرنٹرز کراچی

اَلحسین مِنّی

و اَنا مِن الحُسینِ

(حدیث نبوی)

○

انّ للسیّد ربّ الجنود ذبیحۃً

فی ارضِ الشمال عندِ نہر الفرات

(توریت)

نہر فرات کے قریب زمین شمال میں سیّد ربِ جنود
کے لئے ایک ذبیحہ مقرر کیا گیا ہے۔ (ترجمہ)

○

ناز [illegible] پھول

اے [illegible] پھول

کب ہیں [illegible] پھول

[illegible] یدہ پھول

یہ موسم [illegible] م عزا؟

غنچے ہیں سینہ چاک گریباں دریدہ پھول

خود چُن لیے مشیّتِ پروردگار نے!

اے کربلا کی خاک! ترے برگزیدہ پھول

ہیں آج بھی بہارِ گلستانِ عاشقی

گلزارِ فاطمہ کے جراحت رسیدہ پھول

تو اصغرِ شہید کا اک استعارہ ہے

پھول اپنے رنگ و بو پہ گُلِ نو رسیدہ پھول

یہ کس قتیلِ آب پہ شبنم ہے اشک ریز؟

کس تشنہ لب کی یاد میں ہیں آبدیدہ پھول؟

گُل چیں جو نوچتا ہے گُلوں کو تو کیا گلہ؟

بہتر ہے فصلِ غم میں رہیں سر بریدہ پھول

گلزارِ حق کا دعویٰ غارت گری یزید؟
اتنا نہ اپنے ظلم پہ او شوخ دیدہ! پھول
جب سے ہوا ریاضِ حسینی خزاں پسند
گلشن میں پڑھ رہے ہیں خزاں کا قصیدہ پھول
گلدستۂ مزار شہیداں کے عشق میں
شاخوں سے کیا عجب ہے اگر ہوں کشیدہ پھول
کس باغ بے خزاں کا لیا نام اے صبا!
شاخیں ہیں سرنگوں تو ادب سے خمیدہ پھول
پھولوں پہ اعتبار غلط ہے کہ آخرش
بوئے رمیدہ پھول ہیں رنگِ پریدہ پھول
شبنم کی آنکھ سے کوئی دیکھے تو صبح دم
کیا ہیں؟ سوائے قطرۂ اشکِ چکیدہ پھول
اللہ رے میرے ذہن شگفتہ کی تازگی
کِھلتے ہیں اے رئیسؔ! برنگِ جدیدہ پھول

○

حق و باطل کا وہی معرکۂ عہدِ قدیم
گرم دنیا میں بہ اندازِ جدید آج بھی ہے
فرق یہ ہے کہ نہیں عزمِ حسینی ورنہ
کربلا آج بھی ہے فوجِ یزید آج بھی ہے

○

تجدیدِ بیعت

دل کو اک جانِ شہیداں سے یہ نسبت ہوگئی
جب بہائے اشکِ غم تجدیدِ بیعت ہوگئی

جب سے فرض اہلِ دل ان کی مودّت ہوگئی
خود محبّت کو بھی اپنے سے محبّت ہوگئی

اس سے بڑھ کر انتقامِ خونِ ناحق اور کیا؟
سطوتِ باطل کو خود اپنے سے نفرت ہوگئی

اے شبِ عاشور کے سجدہ گزارو! مرحبا!
اب عبادت ہوچکی۔ ایسی عبادت ہوگئی

کیا ہوا اگر غازیوں کے استغاثے کی صدا
کربلا میں کشتۂ جورِ سماعت ہوگئی

رفتہ رفتہ یہ صدائے انقلاب انگیزِ غم
اس طرح گونجی کہ دنیا محوِ حیرت ہوگئی

ذکرِ مظلومی کہیں بھی ہو تڑپ جاتے ہیں ہم
ربطِ غم سے کس قدر نازک طبیعت ہوگئی

موت پر ہے غازۂ رنگِ وفا سے وہ نکھار
زندگی کو اپنی صورت سے شکایت ہوگئی

جو رسالت ہے مقامِ امر میں وہ روحِ حق
جب لباسِ عشق میں آئی ولایت ہوگئی

دردمندوں کو ملامت کر نہ اے تمکینِ ضبط
اشک بھر آتے تو ایسی کیا قیامت ہوگئی

"فقر" فخری بن گیا ! کس کے عمل سے بن گیا
ہیچ دولت ہوگئی ! کس کی بدولت ہوگئی

کربِ غم اوروں کا حصّہ ہے ہمیں تو اے رئیس
کربِ غم اس طرح راس آیا کہ صحت ہوگئی

○

لمحہ لمحہ ہے یہاں تازہ بلاؤں کا ہجوم
عشق میں فرصت دلِ پرسوز مل سکتی نہیں
حملۂ فوجِ یزیدی سے کہاں فارغ حسینؑ
کربلا میں مہلتِ یک روز مل سکتی نہیں

○

شہیدوں کی طرح

مستحق ہو نو کوئی دردرسیدوں کی طرح
آیتیں عرش سے اُتریں گی قصیدوں کی طرح

بادہ نوشانِ مےٴ شوق کی لب بوسی کو
بلبلے اٹھتے ہیں کوثر میں اُمیدوں کی طرح

جلوہٴ رنگِ شفق دیکھ کے اے کرب و بلا!
دل میں آئیں تری یادیں بھی شہیدوں کی طرح

سرفروشی کے تصور میں وہ لطف آتا تھا
باوفا تیغوں کو تکتے تھے ندیدوں کی طرح

صُبحِ عاشور ہے شبیرؑ ہیں اور درسِ جہاد
رُفقا سامنے حاضر ہیں مریدوں کی طرح

دل کو احساس ہوا حسرتِ جاوید کے بعد
ناامیدی میں بھی لذّت ہے امیدوں کی طرح

ردِّ اوصافِ حسینی میں نہ تھا دیدہ دلیر
وہ یزید آج کے دنیا کے یزیدوں کی طرح

چاک کرکے دلِ اربابِ عزا تو دیکھو
ہم نے داغوں کو سجایا ہے امیدوں کی طرح

مرگئی طائفہ جور کی تاریخ رئیسؔ
قبل تاریخ کے گمنام عقیدوں کی طرح

کربلا

سجدہ گاہِ دردمندانِ جہاں ہے کربلا
عشق کو منزل گہِ تسلیم جاں ہے کربلا
غازۂ خونِ شہیداں سے جواں ہے کربلا
جاودانی ہے محبّت جاوداں ہے کربلا
شمعِ غم بجھتی نہیں سوزِ دُروں مٹتا نہیں
خون سے جو نقش بنتا ہے وہ یوں مٹتا نہیں
عشق ہے صورت گرِ نقش و نگارِ کربلا!
داغِ دل سرمایۂ فصلِ بہارِ کربلا
عالمِ شوق و تمنا روزگارِ کربلا!
صُبحِ وصل و شامِ غم لیل و نہارِ کربلا
ہے جہانِ پیر ہر لمحہ جوان اس کے لئے
عشق لایا ہے حیاتِ جاوداں اس کے لئے
عشق میرِ کارواں ہے رہ گزر ہے کربلا
بلکہ خود اہلِ محبّت کا سفر ہے کربلا
رہ نمائے منزلِ فکر و نظر ہے کربلا
ظلمتِ تاریخ میں تابندہ تر ہے کربلا
اَن گنت جلوے یہاں ادراک کے عرفان کے
اس کے ہر ذرّے میں روشن ہیں چراغ ایمان کے

قبلۂ اربابِ تسلیم و رضا ہے کربلا
کعبۂ لبیک گویانِ وفا ہے کربلا
آزمائش گاہِ مردانِ خدا ہے کربلا
شوقِ بے پروا سنبھل، یہ کربلا ہے کربلا
جذبۂ آشفتہ سر نے خود سنوارا ہے اسے
عشق نے اپنا لہو دے کر نکھارا ہے اسے

فتحِ حق کی دل نشیں تصویر ہے کرب و بلا
معنیٔ ایثار کی تفسیر ہے کرب و بلا
طالبانِ درد کی تقدیر ہے کرب و بلا
ہم کہاں جائیں کہ دامن گیر ہے کرب و بلا
دہر میں اک مرکزِ عرفاں کے متوالے ہیں ہم
ہم کہیں کے بھی ہوں لیکن کربلا والے ہیں ہم

دینِ عظمت کربلا ہے عظمتِ دیں کربلا
معرکے میں پاسبانِ شرع و آئیں کربلا
سرخیٔ رودادِ ابراہیم۔ "خونیں کربلا"
خوابِ اسماعیل کی تعبیرِ رنگیں کربلا
جادۂ کج ہے صراطِ مستقیم اس کے بغیر
قولِ مہمل وعدۂ ذبحِ عظیم اس کے بغیر

اے جہانِ درد! تو ہی درد کا درماں بھی ہے
اضطرابِ روح بھی وجہ سکونِ جاں بھی ہے
بے سرو سامانیوں میں با سرو ساماں بھی ہے
مشہدِ عشاق بھی ہے محفلِ خوباں بھی ہے
تو حیاتِ عشق کا انجام بھی آغاز بھی
قتل گاہ ناز بھی ہے جلوہ گاہِ راز بھی

آہ زیرِ لب بھی تُو اشک سر مژگاں بھی تُو
نغمۂ غم بھی سکوتِ عالم حرماں بھی تو
محبسِ یوسف بھی تجھ سے کلبۂ احزاں بھی تو
اے دیارِ جاں وجاناں! جاں بھی تو جاناں بھی تو
دل ہے ضبطِ شوق سے بے گانہ تیرے واسطے
جان حاضر اے درِ جانانہ! تیرے واسطے

کربلا، شیرازہ بندِ روحِ انسانی ہے تُو
اِس جہانِ مادّی میں نظمِ روحانی ہے تُو
وہم کی شب میں یقیں کی صبحِ نورانی ہے تُو
ناز ہے جس پر مشیّت کو وہ قربانی ہے تُو
تیری عظمت سے کہاں نوعِ بشر آگاہ ہے
جس پہ قرباں ہیں دو عالم تو وہ قرباں گاہ ہے

تُو نویدِ امن بھی ہے جنگ کا اقدام بھی
سرفروشی کا سبق بھی صبر کا پیغام بھی
دعوتِ خاصِ شہادت بھی صلائے عام بھی
امتحانِ کفر بھی، اندازۂ اسلام بھی
جب عیارِ عاشقی پر بے بدل پایا تجھے
عشق نے معیارِ مرگ و زیست ٹھہرایا تجھے

وزن سے ساقط ہر اک معیار ہے تیرے بغیر
رازِ حق ناقابلِ اظہار ہے تیرے بغیر
امتیازِ ایں و آں دشوار ہے تیرے بغیر
امتحانِ خیر و شر بے کار ہے تیرے بغیر
حرفِ آخر بن گئی معیارِ اول بن گئی
کربلا تو رفتہ رفتہ قولِ فیصل بن گئی

صفحۂ ہستی پہ جن کو لکھ نہیں سکتا قلم
تیرے سینے پر ہیں وہ اسرارِ قربانی رقم
عظمتِ انسانیت کا تجھ سے قائم ہے بھرم
تجھ سے تقدیرِ امم ہے تو ہے تاریخِ امم
زیست کو شائستۂ جہدِ بقا تو نے کیا
انقلابی ولولوں سے آشنا تو نے کیا

کربلا ! یہ کیوں کہ تیرا نام جب لیتے ہیں ہم
آنکھ ہو جاتی ہے فوراً ذکرِ قربانی سے نم
اے مقدّس سرزمین ، اے کربلائے محترم
ہے تری تقدیس الہامی صحیفوں میں رقم
کس قدر مضمون پوشیدہ ہیں صرف اک بیت میں
فدیۂ ربِّ جنود آیا ہے کیوں توریت میں؟

کون ہے اے کربلا وہ محرمِ رازِ حیات
صفحۂ توریت پر مرقوم ہیں جس کی صفات
کس کا آخر تذکرہ ہے کون ہے آخر وہ ذات
فدیۂ رب جنود و کشتۂ نہر فرات
اے شہادت گاہ بتلا دے خدا کے واسطے
کیا یہ منصب تھا حسینؑ کربلا کے واسطے

کربلا اے رزم گاہ حق و باطل کربلا
تو ہے مرگ و زیست میں اک حدِّ فاصل کربلا
رہ روانِ وادیٔ غربت کی منزل کربلا
شمعِ محفل ہے حسین اور اس کی محفل کربلا
ایسا مقتل ایسے مقتول جفا کے واسطے
لابدی ہے اک حسین اک کربلا کے واسطے

کربلا ارضِ تمنّا ہے تمنّا ہیں حسین!
کربلا طورِ حقیقت ہے تجلّی ہیں حسین
کربلا دینِ وفا۔ عظمت کی دنیا ہیں حسین
اے زمینِ کربلا! بتلا ہمیں کیا ہیں حسین
یہ جو جذب جاودانی تیرے افسانے میں ہے
کیا یہ کوئی راز۔ قدرت کے نہاں خانے میں ہے

کربلا! کیا صرف موجِ آب ہے تیری فرات؟
یا زمیں پر ہے کوئی سرچشمۂ عزم حیات
کیا ترے ذرّات ہیں اک گردِ بادِ بے ثبات
یا انہیں ذرّوں کے سینے میں نہاں ہے کائنات
کیا اسی دنیائے خاکی نے سنوارا ہے تجھے
یا زمیں پر دستِ قدرت نے اتارا ہے تجھے

کربلا! یہ تو بتا اِس کہنگی کے باوجود
کیوں ہے تیرے خال و خد میں تازہ کاری کی نمود
کیا فقط محدود اک خطے میں ہیں تیری حدود؟
یا مکان و وقت سے بالا ہے تیری ہست و بود
یہ بتا کیا شے ہے یہ دنیائے فانی۔ کربلا!
کربلا اے لامکانی لازمانی کربلا

کربلا ! آخر بہتّر جانثاروں کے لئے
اِس قدر فوجیں جو کافی ہوں ہزاروں کے لئے
کیوں یہ سارے حادثے ہم غم کے ماروں کے لئے
تجھ کو چھانٹا عِشق نے کن اِستعاروں کے لئے
یہ جو تیرا تذکرہ آفاق میں دن رات ہے
کربلا ! کیا راز ہے کیا رمز ہے کیا بات ہے

خامسِ آلِ عبا ۔ شبیر بے ہمتا حسین
جانِ حیدر نورِ چشمِ فاطمہ زہرا حسین
مثلِ شبّر ۔ ہاں وہ اللہ و محمد کا حسین
آج بھی ہے نعرۂ اہلِ مودّت یا حسین
کیا کوئی شے کم تھی قدرت کی تجلی گاہ میں؟
کس لئے ذبحِ عظیم آیا کلام اللہ میں

اے زمینِ امتحان و سرزمینِ ابتلا!
اے دیارِ عاشقاں اے مشہدِ اہلِ وفا
اے جہانِ معرکہ ! اے کائناتِ ماجرا
کربلا اے کربلا اے کربلا اے کربلا
یہ جواب تک اس زمین پر آسماں کو ناز ہے
سچ بتا قربانیٔ شبیر میں کیا راز ہے؟

کربلا ! میزانِ ایثار و وفا تیرا حسین
کربلا ! معیارِ تسلیم و رضا تیرا حسین
جس پہ حق کو ناز وہ مردِ خدا تیرا حسین
کربلا ! تیرا حسین اے کربلا تیرا حسین
کشتگانِ شوق کا ملجا و ماوا کون ہے
فدیۂ ربّ جنود اُس کے علاوہ کون ہے؟

جو سعید و سیّد و سردار و سرور وہ حسین
جو فروغ مجلس محراب و منبر وہ حسین
دردمندی ہیں جو دلدار و دلاور وہ حسین
وہ حسین اے کربلا اے ارضِ محشر وہ حسین
رازداں ہے کون اُس کی عظمتِ منور کا
جس کا اک ادنیٰ سا پہلو معرکہ عاشور کا

جو قتیل جور ہو کر جاوداں ہے وہ حسین
جو شہیدِ ظلم ہو کر کامراں ہے وہ حسین
حاصلِ تاریخ و مرد داستاں ہے وہ حسین
سینۂ قدرت کا جو رازِ نہاں ہے وہ حسین
جس کا سرِّ ذات معلوم اور نامعلوم ہے
وہ حسین اِس عہد کیا ہر عہد کا مقسوم ہے

انقلابِ فکر کا جو رہ نما ہے وہ حسین
جو شعور افروزِ تسلیم و رضا ہے وہ حسین
جو حدودِ ابتلا سے ماورا ہے وہ حسین
جو خود اپنی ذات میں اک کربلا ہے وہ حسین
دل کے ہر گوشے میں شمعِ آرزو جلتی رہی
ذہن میں جس کے ہمیشہ کربلا پلتی رہی

شاد و تنہا وہ حسین اللہ و اکبر وہ حسین
شکر و شکوہ وہ حسین اللہ و اکبر وہ حسین
دین و دنیا وہ حسین اللہ و اکبر وہ حسین
عبد و مولا وہ حسین اللہ و اکبر وہ حسین
نور کی قندیل لے کر وقت کی ظلمات میں
وہ حسین اب تک رواں ہے منزلِ آفات میں

بھر گیا جب بھی سرِ باطل میں سودائے فساد
ہو گیا جب بھی شقاوت پر کمربستہ عناد
جب بھی کود ا جنگ میں کوئی یزیدِ بدنہاد
جب بھی اُبھرا ظلم کی تہ سے کوئی ابنِ زیاد
ظلمتِ تاریخ میں تنہا سفر کرتی رہی
کربلا ہر معرکے میں رفعِ شر کرتی رہی

ضربت اعداء سے گو تیرا بدن ہے خونچکاں
تیرے لب پر فتح مندانہ تبسم ضوفشاں
اے بظاہر زخم خوردہ اے بباطن کامراں!
تو شکست و فتح کی ہے اِک انوکھی داستاں
منفعل وہ ہیں جو داغِ فتح سے بدنام ہیں
فتح ان کی ہے جو ظاہر ہیں شکست انجام ہیں

میرِ کوثر۔ ہاں وہی لب تشنۂ رودِ فرات
جس کا کربِ تشنگی سیرابیٔ نخلِ حیات
عالمِ تخلیق میں وہ ارتقا کی کائنات
جس کا دن روزِ ازل شامِ ابد ہے جس کی رات
زندگی کو روحِ بیدار و جواں جس سے ملی
خود شہادت کو حیاتِ جاوداں جس سے ملی

جس کے دستِ مرتعش سے فتنۂ ایام زیر
سیر چشمی یہ کہ سیرِ عالمِ ہستی سے سیر
ہاں وہ آہوئے حرم وہ حیدرِ صفدر کا شیر
درد مندی میں دلاور۔ دلنوازی میں دلیر
عظمتِ توحید ہے جس سے وحید ایسا تو ہو
ناز ہے جس پر شہادت کو شہید ایسا تو ہو

ہے اُسی معیارِ ایماں کے عمل کا یہ اثر
عدل باری کا گماں ممکن نہیں اب جور پر
اے گروہ شامیاں ! اے کوفیانِ خیرہ سر!
ہوچکا ہے کربلا میں امتیاز خیر و شر
حُر کے ہم پیرو ہیں مجبور غلامی کون ہے ؟
کربلائی ہم ہیں کوفی اور شامی کون ہے !

اے حسین اے وقت کی تاریکیوں میں شمع نور
اے حسین اے سرمدی طاقت کے نورانی ظہور
اے حسین ! اے نوع انسانی کے روحانی شعور
فاتح ابواب قسمت ہے ترا عزمِ غیور
تیرا ذکر اسلام کی روح رواں ہے آج بھی
تیرا غم تاریخ کی نبض تپاں ہے آج بھی

تو رہا یوں موت کے سیلاب خونیں میں اٹل
مسکرائے جس طرح طوفاں کے سینے پر کنول
اہل عالم کو دیا تو نے یہ پیغام عمل
جاودانی ہے جلالت ایک لمحہ ہے اجل
شرط ہے اتنی بشرط جانثاری موت ہو
جبر قاتل سے نہ ہو خود اختیاری موت ہو

تھا یزیدیّت کا حربہ موت کا خوف وخطر
کام لیتے ہیں اِسی حربے سے ظالم بیشتر
ٹوٹ جائے یہ طلسم جبر محکومی اگر
پھر کبھی محبوس ہو سکتی نہیں روح بشر
زندگی کو موت کا مدّ مقابل کر دیا
کربلا میں تو نے اس حربے کو باطل کر دیا

اے شہید کربلا! جذبہ ہے لافانی ترا
عظمت ارباب ایماں عزم ایمانی ترا
کر سکی کچھ بھی نہ اعدا کی ستم رانی ترا
فاش ہوتا جا رہا ہے رمز قربانی ترا
ہے ابھی آغاز تیرے جاودانی کام کا
سیزدہ صدیاں ہیں اک لمحہ ترے ایّام کا

○

یا نبیؐ قرشیؐ مدنیؐ عربی
مَنِ دل دادہ نثار تو بہ اُمّی و اَبی

○

مسلکِ شبیرؔ

یہ جہاں کتنا پرُ اسرار جہاں ہے یارب
کہ ہر اک رازِ عیاں تیرِ نہاں ہے یارب
محرمِ راز جو دل ہے وہ کہاں ہے یارب
حرفِ آخر نہ یقیں ہے نہ گماں ہے یارب
اِن مسائل کا سلجھنا نہ الجھنا کافی
اب یہ آیا ہے سمجھ میں کہ سمجھ ناکافی

زندگی کیا ہے؟ جو امکان سے باہر وہ عمل
نہ کسی حل کا نتیجہ نہ کسی چیز کا حل
وقت کے بحرِ رواں میں نہ ابد ہے نہ ازل
نظمِ تخلیق بظاہر متشاعر کی غزل
کیا ہے مفہوم غزل گو؟ یہ کہاں روشن ہے
بندشیں چست معانی میں بڑی الجھن ہے

کوئی کہتا ہے کہ ہے عشق سے تکمیلِ حیات
کوئی کہتا ہے کہ ہے عقل سے انساں کی نجات
عیش و مستی میں گزرتے ہیں کسی کے دن رات
کوئی کہتا ہے کہ غم سے ہے دل و جاں کو ثبات
پھنس کے کانٹوں میں گُل تر پہ ہے غالبؔ کوئی
پھول سے ہے خلشِ خار کا طالب کوئی!

چشمِ عارف میں اگر علم ہے مقصودِ بشر
جہل و مستی کے ثنا خواں ہیں کچھ اربابِ نظر
لافِ دانش ہے کہیں مشغلۂ زیست اگر
عمر ہوتی ہے کہیں نشۂ غفلت میں بسر
اَوجِ انساں کی یہ پہچان نہ پہچان ہے وہ
کوئی انجان ہے اس سے بھی کہ انجان ہے وہ

بعض نظروں میں یہ عبرت کدۂ جہل و فساد
کچھ نہیں مادّی قوت کا فقط ایک مواد
بعض کہتے ہیں فقط تن ہے متاعِ ایجاد
بعض کہتے ہیں کہ ہے جان یہ تن کی بنیاد
بعض کہتے ہیں کہ جز ذاتِ صمد کچھ بھی نہیں
کچھ کا دعویٰ کہ معاد اور ابد کچھ بھی نہیں

بعض کو ناز جو سرمایۂ ادراک پہ ہے
بعض کو فخر فقط دامنِ صد چاک پہ ہے
بعض کی منزلِ مقصود گر افلاک پہ ہے
بعض کہتے ہیں کہ جو کچھ ہے اِسی خاک پہ ہے
بعض سرمستیٔ باطن کو فسوں کہتے ہیں
بعض آگاہیٔ ظاہر کو جنوں کہتے ہیں

خود شناسوں میں ہیں ایسے بھی حقیقت نہ شناس
جن کے افکار و عقائد کی نہیں کوئی اساس
کچھ مُصر ہیں کہ ہر اک شے کا ہیں معیار حواس
بعض کہتے ہیں کہ سب کچھ ہے فقط وہم و قیاس
شکل ظاہر کی جو ہے حاصلِ فطرت ہے یہی
جو نظر آتی ہے ہر شے کی حقیقت ہے یہی

مکتب علم و خبر کا ہے اک ایسا بھی نظام
جو سمجھتا ہے حقائق کو سراسر اوہام
کچھ کا دعویٰ کہ ہر اک دعویٔ تحقیق ہے خام
کچھ کا پیغام کہ باطل ہے یہاں ہر پیغام
کفر و اسلام میں عبرت کا سبق کچھ بھی نہیں
حق یہی ہے کہ یہاں باطل و حق کچھ بھی نہیں

بعض قائل کہ زمانہ ہے خدائے دوراں
بعض کہتے ہیں کہ کوئی نہ زماں ہے نہ مکاں
ذکر بعضوں کی مجالس میں یہ چھڑتا ہے جہاں
کوئی معبود نہیں ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہاں
کچھ مشیّت کو فقط ذہن رسا کہتے ھیں
بعض انسان خود اپنے کو خدا کہتے ھیں

لاکھ ہو شیوۂ تحقیق و نظر سنجیدہ!
نظمِ ہستی ہے حقیقت بیں بہت پیچیدہ
جلوۂ راز نجانے ہے کہاں پوشیدہ؟
دل بھی محروم تجلی ہے مثال دیدہ
دل میں ہے سوزِ عمل ساز عمل غائب ہے
طور حاضر ہے مگر نورِ ازل غائب ہے

پھر بھی اک بات کی کرتے ہیں شواہد تائید
جراءت عشق ہے ابوابِ حقیقت کی کلید
ظنّ و اوہام کے ہر چند اندھیرے ہوں شدید
جھلملاتی ہے کہیں دور کوئی شمع امید
لاکھ آئے نہ مری قید بیاں میں کوئی
دل یہ کہتا ہے کہ ہے پردۂ جاں میں کوئی

جو یہ کہتے ہیں کہ معیار حقیقت ہیں حواس
جن کا دعویٰ کہ فقط عقل ہے عرفاں کی اساس
جو مُصر ہیں کہ حقائق ہیں ہمہ وہم و قیاس
آئیں وہ پاسِ ادب سے خضرِ عشق کے پاس
راہ - عرفان حقائق کی دکھا سکتا ہے
خضرِ عشق - انہیں پار لگا سکتا ہے

خضر عشق ہے کیا؟ دل کہ جسے غم سے ہو پیار
خضرِ عشق ہے کیا؟ دل کہ رہے زار و نزار
خضر عشق ہے کیا؟ دل کہ ستم سے ہو فگار
خضرِ عشق ہے کیا؟ دل کہ ہو وارفتۂ یار
یہی دل روح کو ادراک سے بھر دیتا ہے
عقلِ اول کی یہی دل تو خبر دیتا ہے

یہی دل ماحصل کون و مکاں ہے یہی دل
یہی دل مہر و محبّت کا جہاں ہے یہی دل
یہی دل سرّ عیاں رازِ نہاں ہے یہی دل
یہی دل شاہد خلوت گہِ جاں ہے یہی دل
شانۂ گیسوئے ادراک ہے الجھن اس کی
نغمۂ بربطِ اسرار ہے دھڑکن اس کی

ظنّ و اوہام کے عکاس نظر ہو کہ دماغ
اب رہی عقل تو آوارۂ آثار و سراغ
ذہن انساں کو نہیں اپنی وضاحت سے فراغ
دل ہے البتہ شبستانِ معارف کا چراغ
کعبۂ جاں میں جو ننھا سا دِیا جلتا ہے
اس سے انوارِ حقیقت کا پتہ چلتا ہے

اُف یہ دل ۔ جس کی تگ و تاز کے پہلو ہیں عجیب
کبھی سلطانِ دو عالم کبھی درویشِ غریب
کبھی تحقیق سے دُور اور کبھی حق کے قریب
آپ سرمایۂ حُب، آپ محبّ، آپ حبیب
فکر مخلوق بھی ہے خالق افکار بھی ہے
خود پُر اسرار بھی ہے محرمِ اسرار بھی ہے

ذہن انساں کا ہیں موضوع انوکھے مضمون
خرد و بے خردی، شکّ و یقیں، عقل و جنوں
جہل و دانش، خبر و واہمہ، اعجاز و فسوں
غرض آدم کی جبلّت ہے کبھی کیا کبھی کیوں؟
وہم و شک عارف کامل کے لئے کچھ بھی نہیں
یہ کبھی کیا کبھی کیوں؟ دل کے لئے کچھ بھی نہیں

اے خوشا دل کہ ازل سے ہو جراحت خوردہ
جوششِ اشک سے اک قریۂ دریا بُردہ
اے خوشا دل کہ مسرّت سے رہے آزردہ
دل افسردہ! عجب شے ہے دل افسردہ!
کیا کہیں دل کو جو انعام ملا ہے غم سے
دل ہے انساں کی جِلا، دل کی جلا ہے غم سے

غم بھی دنیا میں بہت سے غمِ جاناں غمِ جاں
کوئی غم دین کا غم کوئی برائے دوراں
فکر کے روپ بہت فکر چنیں فکر چناں
درد کے رنگ کئی دردِ عیاں کربِ نہاں
دردِ دل ایک ہی ہے دردِ جگر ایک ہی ہے
غم ہزاروں غمِ جاوید مگر ایک ہی ہے

غم سے کتنے ہی مثالاً اثر اندوز ہوں ہم
محو ہو جاتا ہے کچھ دن میں ہر اک نقشِ الم
غمِ دوراں کی قسم فطرتِ انساں کی قسم
غمِ جاوید ہے اک زندۂ جاوید کا غم
غم ہے جاوید اسی سے بہ قسم کہتے ہیں
ہائے غم اُس کا جسے کشتۂ غم کہتے ہیں

غم کو بخشی نئی صورت نئی سیرت جس نے
کی عطا آنکھ کو اشکوں کی بصیرت جس نے
ڈھال دی درد کے سانچے میں مسرت جس نے
عظمتِ غم کو عطا کی ابدیت جس نے
دلِ مردہ کو دیا حکم بہر طور تڑپ
روحِ انساں کو سکھایا کہ تڑپ اور تڑپ

زخمِ سینہ میں کہاں عکسِ بہار اس کے بغیر
داغِ حسرت میں نہیں کوئی نکھار اس کے بغیر
زندگی زہرِ ضلالت کا خمار اس کے بغیر
اضطراب اس کے علاوہ نہ قرار اس کے بغیر
ہے وہ غم خوار تو شائستۂ اظہار ہے غم
اُس سے نسبت نہیں دل کو تو بہت خوار ہے غم

غمِ شبیرؑ نے ہر عہد کو بخشا وہ شعور
سرنگوں جس کی جلالت سے ہے باطل کا غرور
چشمِ بینا سے نہیں ہے یہ حقیقت مستور
خود ہے تاریخ کو اس غم کی اشاعت منظور
جب بھی رنگِ ستم و جور نکھر جاتا ہے
ایسے عالم میں یہ غم اور نکھر جاتا ہے

جب بھی دنیا میں ہوئی عہدِ ستم کی تجدید
حق کی تردید کے درپے ہوئے باطل کے مرید
جب بھی شدّادِ زمانہ کے ہوئے ظلم شدید
جب بھی نازل ہوا اُمّت پہ مزید ایک یزید
جب بھی انساں نے صداقت کا علم لہرایا
بڑھ کے تاریخ نے یہ پرچمِ غم لہرایا

عدل نے جور کو ٹوکا سرِ میداں جب بھی
ظلم و انصاف ہوئے دست و گریباں جب بھی
روحِ آدم میں بڑھی جرأتِ عصیاں جب بھی
اپنے مرکز سے ہٹی فطرتِ انساں جب بھی
ستم و جور کے سیلاب کو ٹوکا اس نے
بڑھ کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا اس نے

کربلا تیرے شہیدوں کا یہ غم جانِ حیات
جس سے روحوں میں نمو جس سے ارادوں میں ثبات
اپنے اشکوں میں جو پوشیدہ ہیں طوفاں کے نکات
وہ تری مرحمتِ خاص ہیں اے نہرِ فرات
نام لیوا ترے ڈرتے ہیں کہیں خطروں سے
ہم نے طوفاں کو جیتا ہے انہی قطروں سے

روحِ بیداریٔ اسلام ذرا زور سے چیخ
کس نے کھینچا ورقِ کفر پہ خطِ تنسیخ
بول اے گردشِ ایام، پکار اے تاریخ!
کس نے ہر عہد میں کی ظلم کی زجر و توبیخ
کچھ نہیں صرف ہمیں داد وفا ہی دینا
کربلا! اپنی شہادت کی گواہی دینا

ہم کو اصغرؑ نے بتایا کہ شہادت کیا ہے
ہم کو اکبرؑ نے سکھایا کہ حمیّت کیا ہے
ہم نے قاسمؑ سے لیا درس کہ غیرت کیا ہے
ہم نے عباسؑ سے سیکھا کہ شجاعت کیا ہے؟
عشق کے در در رسیدوں سے سبق ہم نے لیئے
زندہ رہنے کے شہیدوں سے سبق ہم نے لیے

ہم نے فضہؑ سے یہ سیکھا کہ ولا کیا شے ہے؟
ہم کو بانوؑ نے سکھایا کہ رضا کیا شے ہے؟
ہم کو زینبؑ نے بتایا کہ وفا کیا شے ہے؟
ہم کو عابد نے دکھایا کہ دُعا کیا شے ہے؟
جتنے رستے ہیں اِسی منزلِ مقصد سے ملے
عِشق کے درس ہمیں عون و محمدؑ سے ملے

منزلِ صبر و رضا اُسوۂ پاک شبیرؑ
مقصد شوق و ولا اسوۂ پاک شبیرؑ
مسلک رنج و بلا اسوۂ پاک شبیرؑ
مذہب مہر و وفا اسوۂ پاک شبیرؑ
تو نہ اے جذبۂ بے عشق ہمیں جان اپنا
بس فقط مسلکِ شبیرؑ ہے ایمان اپنا

وہی شبیرؑ وہی پیکرِ اوصاف و صفات
کربلا وسعتِ دامن ہیں طہارت ہیں فرات
کعبہ اخلاص ہے اس کا تو نجف اس کا ثبات
صفتِ بندگی و صنعتِ زیبائی ذات
غیر کب رتبۂ شبیرؑ کی حد تک پہنچا
کون احمدؐ کی قسم، ذاتِ احد تک پہنچا

جس کا خون غازۂ سلمائے عمل ہے وہ حسینؑ
جس کا دل مخزنِ اسرارِ ازل ہے وہ حسینؑ
جس کا دم فدیۂ خلّت کا بدل ہے وہ حسینؑ
جو ہر اک مسئلہ عشق کا حل ہے وہ حسینؑ
اس سے نسبت کو رسالت کی گواہی کہیئے
بلکہ محبوبۂ محبوب الٰہی کہیئے!

موت ٹل جاتی ہے یوں ذکر اٹل ہے اس کا
دل بدل دیتا ہے کیا کوئی بدل ہے اس کا
آنکھ جھک جاتی ہے وہ نورِ ازل ہے اس کا
روح جاگ اٹھتی ہے وہ ذوقِ عمل ہے اس کا
ذات ہیں اس کی جمال اور جلالت حق کی
وہ شہیدوں کا شہید اور شہادت حق کی

کر سکی بال نہ بیکا سپہ جور اس کا
جس قدر ظلم کیے عشق بڑھا اور اس کا
ذکر جاری ہے بہر حال بہر طور اس کا
وہ ہر اک دور کا والی ہے ہر اک دور اس کا
سب سے جسے عہد فیوضِ ازلی کہتے ھیں
ہم اسے دورِ حسینؑ ابن علیؑ کہتے ہیں

نوعِ انساں کو ہُوا جب بھی حقیقت کا شعور
جب کبھی دنیا میں مچا جہل و ضلالت سے فتور
حد سے جس روز بڑھا قوتِ باطل کا غرور
جب بھی فطرت کو ہوا کوئی تغیر منظور
پیروی کام ولی ابن ولی کی آئی!
ذہن میں یادِ حسینؑ ابن علیؑ کی آئی

جو یہ کہتے ہیں کہ معیارِ حقیقت ہے خرد
تا درِ عقل فقط جن کی رسائی کی ہے حد
جن کی نظروں میں بجز وہم نہیں ذاتِ صمد
جو مُصر ہیں کہ نہیں عشق کا کوئی مقصد
کاش وہ محرمِ اسرار و معارف ہوتے
کربلا! وہ ترے پیغام سے واقف ہوتے

اے حسینؑ

اے حسینؑ اے کربلا و ابتلا والے حسینؑ
مصطفیٰؐ اور فاطمہؑ کی گود کے پالے حسینؑ
تیرے چہرے پر اولعزمی کے وہ ہالے حسینؑ
جس نے اوضاعِ زمانہ ہی بدل ڈالے حسینؑ
نوکِ نیزہ پر ترا سر پرچمِ اسلام تھا
سر میں سودائے وفا لب پر خدا کا نام تھا

تیرے عزمِ فاتحانہ سے ہوے زار و زبوں
تاج و افسر کے طلسم اورنگ و افسر کے فسوں
اے حنا بند عروسِ فتح اے غلطاں بخوں!
روحِ انساں کی حرارت ہے ترا سوزِ دروں
توڑ کر زنجیرِ جبر و حلقۂ تقلید کو
زندۂ جاوید تو نے کر دیا توحید کو

آدمیّت کو تری شانِ جواں مردی پہ ناز
عالمِ انسانیت کو تیرے دم سے امتیاز
تو نے بخشا سینۂ مردم کو وہ سوز و گداز
بن گیا عزمِ بشر قسمت گر و تاریخ ساز
تیری یاد آزاد بندوں کا سہارا بن گئی
کربلا! مردانگی کا استعارا بن گئی

اے حسین ابن علی ابن ابی طالب حسین!
اے امام مشرقین و مقتدائے مغربین
کربلا! تیری بدولت ہمسر بدر و حنین
یاد تیری عینِ حق۔ تقلید تیری فرضِ عین
جان دی تو نے ثبوتِ عظمتِ حق کے لئے
معرفت لازم تری عرفانِ مطلق کے لئے

کربلا۔ صرف ایک پیکارِ حوادث ہی نہیں
یہ زمیں ہے بعض اسرارِ مشیّت کی امیں
فکرِ انسانی کو تحریک صداقت آفریں
یہ جہادِ اولین و اجتہادِ آخریں
مرکزِ انوارِ روحانی۔ تہِ افلاک ہے
پرورش گاہِ حیاتِ جاوداں یہ خاک ہے

کچھ مقاصد ہیں قریب اور کچھ مظاہر دور کے
عکس ہیں لاانتہا اس جلوۂ مستور کے
معرکے ظاہر میں ہیں گو تیرگی و نور کے
اور بھی پہلو ہیں کچھ قربانیٔ عاشور کے
کربلا کا معرکہ تھا فیصلہ تاریخ کا
حکم ہے ہر نقشِ باطل کے لئے تنسیخ کا

زینبؑ

ابھی بھولی نہیں تاریخ وہ درد آفریں منظر
سوادِ شام فوج اشقیا ناموس پیغمبر
غبارِ رہ گزر جیسے کسی کی طبع آشفتہ
ہوائے مضطرب جیسے کسی کا نالۂ مضطر
وہ آشفتہ بگولے رقص میں غول بیابانی
وہ پژمردہ فضائیں شامِ گورستان کا منظر
وہ تپتی دھوپ جیسے آفتاب حشر کا عالم
وہ راہِ سخت جیسے ہر قدم پر شورشِ محشر
بیاباں کے وہ گوشے ماتم بیچارگی بالکل
درختوں کے وہ سائے عالم افسردگی یکسر
وہ صحرا اور اس میں قافلہ آلِ پیمبرؐ کا
شکستہ دل تپیدہ جاں ستم دیدہ۔ برہنہ سر
امیرِ قافلہ عابد۔ نقیبِ قافلہ زینب
امامت ساربان۔ حق پاسباں۔ صبر و رضا رہبر
وہ زینب بے کجاوہ اونٹ پر خطبے دئے جس نے
وہ زینب وعظ جس کے بے نیاز مسجد و منبر
کہاں تک شرحِ حالِ غم کہ اس رودادِ ماتم کا
ہوا شبیر سے آغاز اور اتمام زینب پر

ام کلثوم

چراغِ بزمِ شہ مشرقین ہیں کلثوم
کہ "عینِ نور" نبی۔ نورِ عین ہیں کلثوم
متاعِ فاتحِ بدر و حنین ہیں کلثوم
علی ہیں زینبِ کبری۔ حسین ہیں کلثوم
نثار جن پہ تھیں زہرا وہ زاہدہ یہ تھیں
جہادِ حق میں حسینی مجاہدہ یہ تھیں
شعارِ حضرتِ کلثوم ۔ دینِ حق کا شعور
فروغِ عالمِ نسواں۔ بہشتِ آل کی حور
ہر اک جہاد میں ثابت قدم ۔ دلیر و غیور
ثبات و صبر کی مظہر۔ حسینیت کا ظہور
کمالِ زینب و زہرا کا خاتمہ ان پر
علی نثار تو صدقے تھیں فاطمہ اِن پر
حسین معرکۂ کربلا میں گرمِ جہاد
تو یہ مجاہدۂ ابتلا میں خرّم و شاد
زباں پہ شکوۂ اعدا نہ زیرِ لب فریاد
قبولِ قیدِ ستم ۔ دینِ حق ہو کر آزاد
کہاں ہیں ایسے مجاہد کہو خدا کے لئے
حسین داعئ حق اور یہ دعا کے لئے

جو بھائی صبر و شجاعت میں آپ اپنی نظیر
بہن حریم عبادت میں زہد کی تصویر
اُدھر تھے قاسم و عباس و اکبر و شبیرؔ
اِدھر تھیں حضرت کلثوم و زینب دلگیر
وہ تھے جہاد میں سرگرم دو پہر کے لئے
مجاہدے میں یہ مصروف عمر بھر کے لئے
حسین مشہد ایماں میں فدیۂ توحید
بہن ہے شاہد قربانیٔ حسین شہید
وہ ہیں مجاہدۂ حق میں رہ نمائے امید
تو صبر زینب و کلثوم اک جہاد مزید
خیال و خواب۔ حیات دوام اِن کے بغیر
جہادِ کرب و بلا ناتمام اِن کے بغیر
جلالِ زینب کبریٰ ہے اسوۂ کلثوم
جمالِ سیرتِ زہرا ہے اسوۂ کلثوم
کمالِ الفتِ مولا ہے اسوۂ کلثوم
غرض مرقّع تقویٰ ہے اسوۂ کلثوم
جمال سیرت و سرمایۂ جلال کہاں؟
جہاں میں زینب و کلثوم کی مثال کہاں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی

سنتے ہیں میرا نام نئے نامہ بر سے وہ
مجھ سے طلب طلب سے نظر اور نظر سے وہ
اسریٰ کی بزم ناز کے قصے کہا کئے
شب سے فلک فلک سے قمر اور قمر سے وہ
درجہ بدرجہ شان فضیلت میں ہیں بلند
جن سے مَلک مَلک سے بشر اور بشر سے وہ
مجھ کو رئیسؔ روز قیامت بچائیں گے
غم سے حیا۔ حیا سے سفر اور سفر سے وہ

●

کس کا جمال غیب ہے جلوہ نما بہ سُو بہ سُو
گوشہ بگوشہ در بدر قریہ بہ قریہ کو بہ کو
اشک فشاں ہے کس لئے دیدۂ منتظر مرا؟
دجلہ بہ دجلہ یم بہ یم چشمہ بہ چشمہ۔ جُو بجُو
میری نگاہِ شوق میں حُسنِ ازل ہے بے حجاب
غنچہ بہ غنچہ گُل بہ گُل لالہ بہ لالہ بُو بہ بُو
جلوۂ عارضِ نبیؐ رشکِ جمالِ یوسفی
سینہ بہ سینہ سر بہ سر۔ چہرہ بہ چہرہ ہو بہ ہو
زلفِ دراز مصطفےٰ گیسوئے لیلِ حق نما
طرّہ بہ طرّہ خم بہ خم حلقہ بہ حلقہ مو بمو

یہ مرا اضطرابِ شوق رشکِ جنوں قیس ہے
جذبہ بہ جذبہ دل بہ دل شیوہ بہ شیوہ خو بہ خو
تیرا تصوّرِ جمال ۔ میرا شریک حال ہے
نالہ بہ نالہ غم بہ غم نعرہ بہ نعرہ ہُو بہ ہو
بزمِ جہاں میں آج بھی یاد ہے ہر طرف تری
قصّہ بہ قصّہ لب بہ لب خطبہ بہ خطبہ رو بہ رو
کاش ہو اُن کا سامنا عین حریمِ ناز میں
چہرہ بہ چہرہ رخ بہ رخ دیدہ بہ دیدہ دُو بدُو
مالک خشک و تر بھی ہیں حاکم بحر و بر بھی ہیں
ذرّہ بہ ذرّہ طف بہ طف قطرہ بہ قطرہ جو بجو

عکسِ صفات و حُسنِ ذات جلوہ نما ہیں روبرو
چہرہ بہ چہرہ رخ بہ رخ دیدہ بہ دیدہ دوبدو
رنگِ جمالِ سرمدی ۔ نکہت گیسوئے نبیؐ
غنچہ بہ غنچہ گل بہ گل لالہ بہ لالہ بُو بہ بُو
عالمِ جلوہ بارِ حُسن ۔ قلزم بے کنارِ شوق
موج بہ موج ۔ جُو بہ جُو غوطہ بہ غوطہ شو بہ شو

اولنا محمداً آخرنا محمدًا
سینہ بہ سینہ سر بہ سر شانہ بہ شانہ مُو بہ مُو
وسعتِ ممکناتِ دل شورش کائنات جاں
ذرہ بہ ذرہ طف بہ طف قطرہ بہ قطرہ جُو بہ جو
صاحب وحی و وحی کا ایک مزاج سر بہ سر
شکل بہ شکل شے بہ شے شیوہ بہ شیوہ خو بہ خو
مصحفِ حق ہے رخ ترا۔ کوئی ملا کے دیکھ لے
نقطہ بہ نقطہ خط بہ خط آیہ بہ آیہ مُو بہ مُو
جائے گا دورِ ظلم و جور آئیگی فصل عدل و داد
گوشہ بہ گوشہ در بدر کوچہ بہ کوچہ سو بہ سو
وہ ہوں حسینؑ یا حسنؑ شان رسولؐ ذوالمنن
نقشہ بہ نقشہ رخ برخ بشرہ بہ بشرہ ہو بہ ہو
غلغلہ کلام حق و لولہ پیام حق!
قریہ بہ قریہ دہ بہ دہ خطّہ بہ خطّہ کو بہ کو
نامِ حسینؑ بے نوا وردِ زبانِ خلق ہے
گوشہ بہ گوشہ رہ بہ رہ جادہ بہ جادہ کو بہ کو
عترتِ مصطفیٰؐ کا ذکر۔ بزم فروز ذکر و فکر
خطّہ بہ خطّہ در بدر عرصہ بہ عرصہ سو بہ سو

○

لطیفۂ غیب

چھیڑ اے دل ! نجات کی باتیں
سیّدِ کائنات کی باتیں
عین اسمائے حق تعالےٰ ہیں
جس ستودہ صفات کی باتیں
شرحِ اوصافِ حُسنِ مطلق ہیں
جس کے فیضانِ ذات کی باتیں
جس حیاتِ مبارکہ کا بیاں
ارتقائے حیات کی باتیں
جس وجودِ مقدسہ کا شرف
شرفِ ممکنات کی باتیں
نغمۂ نعت سیّد لولاک
واجب واجبات کی باتیں
جس کی باتوں سے ہوگئیں باطل
کفر لات و منات کی باتیں
جس کے نعروں سے ہوگئیں معدوم
شرک ذات و صفات کی باتیں
ذکرِ پاکِ محمدِ عربیؐ
صلح و خیر و نجات کی باتیں

رفعتِ ذکر کا نمونۂ قدس
رافعِ شش جہات کی باتیں
عظمتِ فکر کا لطیفۂ غیب
دافعِ واہمات کی باتیں
آج تک ہیں لبِ دو عالم پر
اس کی ایک ایک بات کی باتیں
رہ نمائے حیات نو ہیں رئیسؔ
رہ نمائے حیات کی باتیں

○

شبِ معراج بہ وصف صفت اُوادنیٰ
عبد و معبود کے مابین نہ سرکا پردہ
قابَ قوسین سے یہ راز ہوا فاش رئیسؔ
حسن اور عشق میں لازم ہے نظر کا پردہ

○

دنیا کو ابھی تک نہیں کامل ادراک
اے خونِ حسین! اور نمایاں ہو جا

○

اے شاہِ خوباں!

آیا وہ مستِ نازک خرامی
نذرانہ جس کا جانِ گرامی
لاکھوں سلام اُس جان جہاں پر
دونوں جہاں ہیں جس کے سلامی
مقصودِ خلقت محبوبِ قدرت
اللہ رے اس کی ذات گرامی
مولا کا بندہ ۔ بندوں کا مولا
اپنوں کا ساتھی ۔ غیروں کا حامی
شاہوں سے بڑھ کر درویش اُسکے
شاہی سے بڑھ کر اُس کی غلامی
قرآنِ صامت فرقانِ ناطق
اوّل پیام اور آخر پیامی
سب اُس کے زیرِ دامانِ رحمت
ترکی و تازی ۔ ہندی و شامی
اے شاہ خوباں! اے ماہ خوبی!
احساں ہیں تیرے ہم پر دوامی
خاصانِ حق کی نسبت پہ نازاں
تیری بدولت ہم جیسے عامی

اہلِ طلب کا ملجا و ماوا
صرف ایک تیری درگاہِ سامی
ہم تیری ذات والا پہ والہ
ہم تیرے نام نامی سے نامی
اللہ رے عزمِ طوفِ مدینہ
اللہ رے اپنی لغزیدہ گامی
نظمِ رئیسؔ اک نذرِ عقیدت
یارب! قبولِ طبعِ گرامی

○

حق آج بھی مغلوب ہے کفر آج بھی منصور
باقی ہے کوئی معرکۂ کرب و بلا اور
سادہ نہ رہے گا ورقِ عظمتِ اسلام
نکھرے گی ابھی سرخیٔ خونِ شہدا اور

○

والعصر

ہمہ والعصر اور والدّہر ہے عظمت محمدؐ کی
ابد لمحہ محمدؐ کا ازل ساعت محمدؐ کی
جمال رحمتہً للعالمیں رحمت محمدؐ کی
سراسر سورۂ رحمان ہے صورت محمدؐ کی
الف اور لام میم آیا ہے توصیفِ محمدؐ میں
خم زلفِ نبی لام اور الف قامت محمدؐ کی
عیاں ہوتی رہی ہے کائنات لفظ و معنیٰ میں
کبھی صورت محمدؐ کی کبھی سیرت محمدؐ کی
مہِ نو ہر مہینے بس یہی پیغام دیتا ہے
سوارِ اشہبِ ایام ہے ہجرت محمدؐ کی
زوال آدمی کو لغزشِ آدم ہی کیا کم تھی؟
مگر انسان کو بخشی گئی مہلت محمدؐ کی
نہیں کوئی تضاد آئین و اعلان محمدؐ میں
جو دعویٰ ہے محمدؐ کا وہی دعوت محمدؐ کی
محمدؐ اول و آخر محمدؐ ظاہر و باطن
محمدؐ ہی محمدؐ سیرت و سنت محمدؐ کی
اُدھر آئینہ یکتا ادھر آئین یکتائی
رئیسؔ اللہ کی توحید ہے وحدت محمدؐ کی

عالمِ ناآفریدہ

بہشتِ دید اور فردوسِ دیدہ
خوشا وہ عالمِ ناآفریدہ
انوکھی ایک شامِ ناشگفتہ
نرالی ایک صبحِ نودمیدہ
وہ دنیا جس کی پیشانی پہ تحریر
محمدؐ کا پیامِ برگزیدہ
وہ دنیا جس کی روحِ آفرینش
مساوات و اخوت کا عقیدہ
وہ دنیا جس کے مردانِ حق آگاہ
مئے توحید کے لذت چشیدہ
وہ انساں علم و عرفاں میں جو یکتا
وہ آدم آدمیّت میں جو چیدہ
محمدؐ ہیں اِسی دنیا کے بانی
یہ ہے دنیائے افکارِ جدیدہ
اِسی دنیا کے دیوانے رہے ہیں
خدا کے بندگانِ برگزیدہ!
زباں پر کس کا یارب! نام آیا
یکایک ہوگیا دل آب دیدہ

محمدؐ ۔ حاملِ وحیِ الٰہی!
محمدؐ حاصلِ فکر و عقیدہ
جو ممدوحِ خدائے دوجہاں ہو
لکھوں توصیف میں اُس کی قصیدہ؟
خموش اے میرے نطقِ نامرتب
خجل اے میری فکرِ نارسیدہ
جمالِ مصطفےٰ میرا عقیدہ
شنیدہ ہے یہاں مانندِ دیدہ
تصوّر اُس کی عظمت کا ہو کیوں کر
تصوّر خود ہو جس کا آفریدہ
نظامِ فکر ہو یا نظمِ کردار
اُسی صانع کے سب نقشِ کشیدہ
وہ جس کی شانِ وحدت جانِ توحید
وہ جس کا ہر نفس روحِ عقیدہ
مثالی جس کا کردارِ گرامی
نمونہ جس کے اوصافِ حمیدہ
وہ جس کے دامنِ الطاف میں ہے
ابھی تک روحِ انساں آرمیدہ
محمدؐ کا مقامِ ذات جانے
محمدؐ کا خدائے برگزیدہ

شریک اُس کے مراتب میں نہیں ہے
کوئی مخلوق کوئی آفریدہ
ہیں اُس مولا کی خاکِ آستاں گیر
ہیں اُس آقا کا صیدِ نا رمیدہ
فقط اظہارِ عجزِ معرفت ہے
رئیسؔ اُس کی ثنا میں یہ قصیدہ

پیمبرِ رحمت و اخوت! کرم کا تازہ پیام پہونچے
کرم کا تازہ پیام پہونچے ستم رسیدوں کے نام پہونچے
بلاکشوں کا سلام بھی اب قبول کرتا نہیں زمانہ
حریمِ یثرب میں سونے والے! بلاکشوں کا سلام پہونچے

محمدؐ عربی

جمالِ ذات ہے نورِ محمدؐ عربی
حجابِ غیب ظہورِ محمدؐ عربی

دلِ کلیم ہے اس کے کلام سے روشن
خوشا تجلیٔ طورِ محمدؐ عربی

خود آگہی کا سبق معرفت محمدؐ کی
شعورِ حق ہے شعورِ محمدؐ عربی

شہنشہی کی جلالت ملوکیّت کا شکوہ
فدائے فقرِ غیورِ محمدؐ عربی

یہ انبیا کی تجلّی یہ اولیا کا جمال
فقط تسلسلِ نورِ محمدؐ عربی

وہی ہے نشۂ توحید کا مزاج شناس
جو دل ہے مستِ سرورِ محمدؐ عربی

ربابِ کُن کی ہے آواز بازگشت رئیسؔ
مری نوا۔ بحضورِ محمدؐ عربی

ہل اتیٰ

مہر تصدیقِ انبیا کر کے
آپ آئے خدا خدا کر کے
حق نے نازل کیا ہے قرآں کو
نعتِ احمد کا حق ادا کر کے

سچ ہے روح الامیں بنے جبریل
بیعتِ آلِ مصطفےٰ کر کے
جانے کیا کیا خدا نے بخش دیا
ہل اتیٰ ۔ آپ کو عطا کر کے
کس کو معلوم کیا جواب ملا؟
ہم تو رخصت ہوئے دعا کر کے

○

ہے نعت و حمد کا دعویٰ کمال بے ادبی
جلالِ حمدِ الٰہی ۔ جمالِ نعتِ نبیؐ
فقط یہی ہے کہ اللہ لا شریک لہ
محمدؐ عربی ہیں محمدؐ عربی

○

انتہا کی انتہا

نورِ احمدؐ سے ہوئی ہر ابتدا کی انتہا
ذاتِ احمدؐ پر ہوئی ہر انتہا کی انتہا

مے کشوں کی آرزو ہے اے وکیل ابر و باد!
گنبدِ خضرا سے مل جائے گھٹا کی انتہا

ساقیا! مر مر کے کوثر کے کنارے آ گئے
تیرے متوالوں نے کر دی التجا کی انتہا

بت پرست اول تھا گر بوجہل اب ہے خود پرست
کس غضب کی ابتدا تھی کس بلا کی انتہا

کیا ظہورِ غیبت حق کا تعین ہو سکے
علم میں جب تک نہ ہو غیبِ خدا کی انتہا

ابتدائے نورِ احمد۔ جلوۂ نورِ علیؑ
مہدیٔ آخر جمالِ مصطفےٰؐ کی انتہا

بس اُنہیں کی ذات آغازِ ولایت دہر میں
بس انہیں کا آستاں اہلِ ولا کی انتہا

اس گھرانے سے ہوا دینِ خدا کا افتتاح
اس گھرانے پر ہوئی دینِ خدا کی انتہا

بوترابی آئینہ دارِ حقیقت ہیں رئیسؔ
نوریوں میں ہے نمایاں اپنی خاکی انتہا

ارمغانِ عقیدت

خال نظر فریب ایک گیسوئے مشک فام دو
طائرِ دل کے صید کو دانہ ہے ایک دام دو
شانِ حدیثِ مصطفیٰؐ شوکتِ وحیِ کبریا
صاف یہ راز ہے کھُلا لہجہ ہے اک کلام دو
ذاتِ محمدؐ و علیؑ اصل میں متحد رہی
ان میں محال ہے دوئی۔ بادہ ہے ایک جام دو
کون و مکاں میں دور دور نورِ ازل کا ہے ظہور
خلوتِ قدس ہو کہ طور۔ جلوہ ہے اک مقام دو
نعتِ نبیؐ ہے زیبِ لب ساتھ ہی ساتھ حمدِ ربّ
واہ یہ مجلسِ طرب۔ موقع ہے ایک کام دو

○

بزمِ جاناں میں ہے ہر سو جلوہ گستر آئینہ
آئینہ در آئینہ در آئینہ در آئینہ
ساقیا! دل بجھ چکے ہیں سرد مہری سے تری
جس طرح نم پا کے ہوجائے مکدّر آئینہ
بے حجابانہ مقابل ہے رُخِ پُر نور کے
کیوں نہ ہو پھر اپنی قسمت کا سکندر آئینہ
روئے دوست آئینہ اور آئینے میں انوارِ حق
جڑ دیا قدرت نے آئینے کے اندر آئینہ

آہنگِ سازِ جبرئیل

ساقیا! ہاں بادۂ مستانہ سازِ جبرئیل
جس سے دل میں ہو تپاں سوز و گدازِ جبرئیل

ہو گئے کہہ کر انا منکم شریکِ اہلِ بیت
ناز کے قابل ہوئی شانِ نیازِ جبرئیل

اُن کی خدمت پر نہ کیوں روح الامین کو ناز ہو
جن پہ نازاں ہے خدائے بے نیازِ جبرئیل

مدح خوانوں کا ترنم لحن داؤدی کی شان!
نغمۂ صلِ علیٰ آہنگِ سازِ جبرئیل

قادرِ مطلق! یہ تیری شان بندہ پروری؟
تیرے بندے خواجۂ بندہ نوازِ جبرئیل

منزلِ قرآن ہے قلبِ مصطفیٰؐ خود مصطفیٰؐ
مرشدِ روح الامیں نکتہ نوازِ جبرئیل

شاخِ سدرہ کی بلندی پستیٔ روح الامیں
آستانِ قدسِ مولا کا فرازِ جبرئیل

اللہ اللہ آپ کے بیت الشرف کی عظمتیں
جبہ سائی ہے جہاں کی فخر و نازِ جبرئیل

نقشِ پائے صاحبِ اسریٰ یدِ بیضا کا رشک
عکس جس کا عارضِ جلوہ طرازِ جبرئیل

فطرتِ کونین اُن کے سامنے ہے سرنگوں
سر بہ زانو کیوں نہ فرقِ سرفراز جبرئیل
خضرِ صحرا کو بتا دینا ذرا اے طول شوق!
کس کے کوچے میں کٹی عمرِ دراز جبرئیل
صاحبِ معراج کی حسرت میں پیکِ فکر نے
چھان ڈالی ہے رہ دور و دراز جبرئیل
نیم جاں ہے طول آلام و حوادث سے رئیسؔ
اس طرف بھی اک نظر اے چارہ ساز جبرئیل

○

رسولؐ پاک کی گودی میں فاطمہؓ زہرا
نہیں ہے کوئی وہاں جلوہ گر جہاں ہیں بتول
امامت اور نبوت کا رشتۂ باہم
علی کی زوج حسین و حسن کی ماں ہیں بتول

○

حال و مستقبل و ماضی ہیں ترے زیرِ نگیں
وقت کی قید سے آزاد شریعت تیری
تیرا میلاد ہے ہر فتنۂ باطل کی وفات
عصرِ تازہ کی ولادت ہے ولادت تیری

کون ہے؟

موجبِ تخلیقِ عالم کون ہے؟
وہ کہ جس کا نور ہے نورِ خدا
سیّدِ عالم محمد مصطفٰےؐ
اوّلِ مخلوق ۔ ختمِ انبیا!
جس نے اک عالم کو زندہ کر دیا
موجبِ تخلیقِ عالم ہے وہی

○

افتخارِ نسلِ آدم کون ہے
کفر کا گھر جس نے ویراں کر دیا
بُت کدے کو بیتِ یزداں کر دیا
خلق کی مشکل کو آساں کر دیا
آدمی کو جس نے انساں کر دیا
افتخارِ نسلِ آدم ہے وہی

○

قائدِ اقوامِ عالم کون ہے؟
جس کو صرف انسانیت سے پیار تھا
جو ہر اک مظلوم کا غم خوار تھا
قیدِ رنگ و نسل سے بیزار تھا
جو اخوّت کا علَم بردار تھا
قائدِ اقوامِ عالم ہے وہی

○

مقصدِ فطرت کا محرم کون ہے؟
پیش کر کے ایزدی پیغام کو
جس نے باطل کر دیا اصنام کو
متّحد کر کے تمام اقوام کو
عام جس نے کر دیا اِسلام کو
مقصدِ فطرت کا محرم ہے وہی

○

جز ایں نیست معراجِ روئے محمدؐ
محمدؐ سفر کرد سوئے محمدؐ

○

سرِ کوثر

نویدِ مے کشی لے کر اُٹھا ابر طرب پرور
سرور انگیز و بادہ بیز و قطرہ ریز و خیرہ سر
پلا ساقی! مےَ رنگیں پیے تسکیں بصد تمکیں
نشاط آموز و توبہ سوز و بزم افروز و کیف آور
وہ مے ساقی وہ مے ۔ ناچیز ٹھہریں جس کی قیمت ہیں
جنوں و جوش و فہم و ہوش و چشم و گوش و پا و سر
بھلا رندانِ بادہ کش کو ہو کیا باک پینے میں؟
خدا راضی ۔ نبیؐ حامی ۔ علیؑ ساقی ۔ مےَ کوثر
زہے مستی خہے ہستی کہ رقصاں ہیں نگاہوں میں
بہارِ ناز و نازِ حُسن و حُسنِ یار و یارِ بر
نگاہِ لطفِ ساقی سے ہوئے کافور دم بھر میں
جمودِ ذہن و کربِ روح و سوزِ قلب و دردِ سر
ازل کے مے کشو! اس شورِ محشر میں غنیمت ہے
مےَ رحمت ۔ لبِ ساغر ۔ دمِ ساقی ۔ سرِ کوثر
خوشا کیف مےَ باقی ۔ خوشا یہ جلوہَ ساقی
خمِ گیسو ۔ مہَ ابرو ۔ رُخِ دلجو ۔ لبِ احمر

وہ چمکا نورِ حق بیتِ خلیل اللہ میں آخر
بہ آب و تاب و رنگ و بو و حُسن و ناز و کرّ و فر
مزیّن زیورِ تخلیق سے تیری بدولت ہیں
بلند و پست و عرش و فرش و باغ و راغ و دشت و در
مجاور ہیں ترے کاشانۂ اقبال و عظمت کے
گُل و خار و دُرّ و لعل و شب و روز و مہ و اختر
یہ تیری ذاتِ بے ہمتا کے رنگ رنگ پہلو ہیں
صفات و ذات و اصل و فرع و شرق و غرب و خشک و تر
ترے عشاقِ جلوہ کی نگاہوں میں نہیں چھپتے
شہود و غیب و کفر و دین و نور و نار و بحر و بر
الٰہی! کون یہ فاراں پہ آخر جلوہ پیرا ہے؟
شکر گفتار و شیریں کار و گل رخسار و مہ پیکر
جہاں کا سیّد و مولا حرم سے اِس طرح نکلا
بسر یزداں۔ بکف قرآں۔ بدل عرفاں بلب شکّر
وہ مقبولِ خدا آخر ہوئے اول جو بندے تھے
گنہ آموز و تقوی سوز و کفر اندوز و نحس اختر
سمجھتے ہیں یہی بازوئے حیدر کی شجاعت کو
دلِ مرحب۔ سرِ عنتر۔ لبِ اژدر۔ درِ خیبر

بس الّا اللہ کی اک ضرب نے سب کو مٹا ڈالا
نفاق و بغض و جہل و کفر و رزم و کین و شور و شر
بجاتے تھے علیؓ مرتضیٰ کی تیغ برّاں سے
دلاور دل۔ بہادر جاں۔ صنم بیکر۔ ملک شہ پر
شہا! نذرِ عقیدت درگہِ عالی میں لایا ہے
رئیسؔ زار عصیاں کار دل افگار۔ نوحہ گر

○

العطا ساقی بوطالبیؑ و مطلبی
عجمی خم سے پلا آج شرابِ عربی
نفسِ حق ہے بخدا تو نہ فقط نفسِ نبی
کیوں نہ قرباں ہو مری جان بہ اُمّی و اَبی!
عِنباً کا ہے شب و روز وظیفہ مجھ کو
کیوں مصلّے پہ نہ لوں جام شرابِ عنبی
خاک و آتش کی رعایت ہے اے داورِ حشر!
بوترابی ہیں اِدھر اور اُدھر بولہبی

○

کیا سے کیا ؟

حبیبِ خدا پر فدا ہو گئے ہم
خدا کی قسم کیا سے کیا ہو گئے ہم ؟
دو عالم کے حاجت روا کی بدولت
دو عالم کے حاجت روا ہو گئے ہم
محمدؐ کی قیدِ غلامی میں آ کر
ہر اک قیدِ غم سے رہا ہو گئے ہم
مساوات و توحید کا درس دے کر
ہر اک قوم کا آسرا ہو گئے ہم
گواہی دے اے قتل گاہِ شہیداں!
کہ فرضِ وفا سے ادا ہو گئے ہم
جہاں شانِ اسلام پر آنچ آئی
وہیں دینِ حق پر فدا ہو گئے ہم

○

بخدمت ہادیؑ اسلام

○

مرحبا اے خطبہ خوانِ منبرِ جہد و عمل
تو نے انساں کو دلایا یادِ پیمانِ ازل

رُوحِ تازہ پڑ گئی جب پیکرِ توحید میں
خود بخود آثارِ باطل ہو گئے نذرِ اجل

کوہِ فاراں! مرکزِ تہذیبِ انسانی ہے تو
خشتِ بنیادِ حصارِ اوجِ روحانی ہے تو

ہادیِ اسلام! اے آئینہ دارِ حُسنِ حق
جنبشِ ابرو سے تیری ہو گیا مہتاب شق

خُلق نے تیرے مسخر کر لیا مخلوق کو
خود پرستوں کو پڑھائے خود شناسی کے سبق

دامنِ گیتی مسلماں کے لہو سے سرخ ہے
اُن کی رنگیں داستاں کی ایک سرخی ہے شفق

○

گردشِ ایام! ماضی کا سماں ہم کو دِکھا
کوہِ فاراں پر حبیبؐ حق کی جلوہ گستری

ارضِ مکّہ کے ہر اک ذرّے میں طغیانِ حیات
نعرۂ تکبیر سے کون و مکاں میں تھرتھری
الغیاث اے مرجعِ اقوامِ عالم الغیاث
انقلابِ نو سے مضطر ملّتِ اسلام ہے
رونقِ گلشن تھی جس کی شوخیٔ نغمات سے
اب وہی مرغِ سحر خواں شکوہ سنجِ دام ہے
معرکہ آرائیوں میں جس کو ملتا تھا سکوں
اب وہ غازی بزم میں آسودۂ آرام ہے

○

تمام فلسفہ ہائے مسائلِ نظری
تمام معجزہ ہائے مقاصدِ ادبی
نثارِ اسمِ لطیفِ پیمبرِ مدنی
فدائے ذکرِ جمیلِ محمّدِ عربی

آہنگِ نعت

اوّلِ مخلوق ۔ محبوبِ خدا ۔ ختم الرسل
نو بہارِ ستانِ قدرت کا ہے اک شاداب گل
محفلِ توحید میں ہے تیری یکتائی کا غل
معترف ہیں تیری عظمت کے جہاں میں جزو و کل
نغمۂ کُن بزمِ ہستی میں تری تکبیر ہے
تو کتاب اللہ کی منہ بولتی تفسیر ہے
ہے وجودِ پاک تیرا بے نواؤں کا کفیل
تیری ہستی ۔ ہستیٔ خلاقِ عالم کی دلیل
جی اٹھیں تیرے مواعظ سے ہدایاتِ خلیلؑ
خواجۂ نوحؑ و مسیحا ۔ خاصۂ ربِ جلیل
باعثِ تخلیق و روحِ زندگی تیرا وجود
رحمتِ حق کی دلیلِ آخری تیرا وجود
اب بھی تیرے نام لیوا ہیں جہاں کے تاجدار
آج بھی تیرے غلاموں میں خدیو و شہریار
اب بھی تیرے کلمہ گو ہیں صدرِ بزمِ روزگار
تیرے دیوانے ہیں اب بھی عقلِ کُل کے رازدار
کون کہتا ہے حضورؐ اُمّت سے ناامید ہیں
آج بھی ہم ہی زمیں پر وارثِ توحید ہیں

وہ اٹھا اسلام کی عزت بچانے کے لئے
اُمّتِ جد کی تباہی کا جسے احساس تھا
شانِ ملّت کی، ہجومِ ابتلا میں فکر تھی
عظمتِ توحید کا دشت بلا میں پاس تھا
ایک لمحے کو نہ آیا حکم رانی کا خیال
گو اسی جانب تقاضائے عوام الناس تھا
کون کہتا تھا کہ مرتے تھے حکومت کے لئے
نذرِ خنجر ہو گئے احیائے ملّت کے لئے
اے مسیحِ امّتِ مرحوم! اے شاہِ شہید!
واقعی تیری شہادت ہے پیامِ صد حیات
اے کہ تیری یاد ہے حسرت کا اک ماتم کدہ
اے کہ تیرا نام ہے فریاد کی اک کائنات
دے رہی ہے تیری عظمت کی گواہی کربلا
اے کہ تیری تشنگی کا شاہدِ عینی فرات
خونِ ناحق نے نکھارا فطرتِ آزاد کو
قطع کر ڈالا تری ہستی نے استبداد کو

اہلِ عرفاں جانتے ہیں معنیٔ ذبحِ عظیم
واقعاتِ کربلا سے بے خبر کوئی نہیں
کربلا آیئنہ دکھلاتی ہے تیرے عزم کا
یہ وہ وادی ہے جہاں حدِّ نظر کوئی نہیں
جبرئیلِ رازِ تسلیم و رضا کیوں کر کہوں؟
کیوں نہ تجھکو آیۂ رحمت کا پیغمبر کہوں؟

تشنگی بے چارگی افسردگی درماندگی
ایسی حالت میں کوئی آساں نہ تھا پاسِ ضمیر
فکرِ یلغارِ عدو ۔ اندیشۂ اہلِ حرم
ریگِ خشک و قحطِ آب و شدتِ بارانِ تیر
مختصر انصار کچھ ۔ پیر و جواں کچھ شیر خوار
ایسے عالم میں وہ تیرا عزمِ بے مثل و نظیر
حرّیت کا درس ۔ ہمت کا سبق ۔ تعلیم صبر
اے مجاہد! بس یہی کردار ہے آفاق گیر
کیوں نہ تیری شخصیت کا ہو اثر اقوام پر
جان دے دی شوق سے تونے خدا کے نام پر

شام کے عشرت کدوں میں نغمۂ عیش و نشاط
کربلا کی وادیوں میں سجدہ و بانگِ اذاں
وہ اُدھر ادرنگ شاہی پر غرورِ تاج و تخت
وہ اِدھر خاکِ بیاباں پر سجودِ خونچکاں
کس طرف وہ تھے کہ عصیان و خطا کے ہرزہ سنج
اِس طرف تو تھا کہ عرفان و عطا کا نکتہ داں
نازشِ نوعِ بشر فخرِ بنی آدم ہے تو
عالمِ انسانیت کا محسنِ اعظم ہے تو

○

ہلالِ ماہِ محرم ہوا افق سے طلوع
جہاد و عزم و شہادت کا اک نشانِ کہن
کسی شجاع کے ابرو پہ جس طرح سے گرہ!
کسی شہید کے ماتھے پہ جس طرح سے شکن!

○

یالیتنی کُنت تُراب

آج کچھ مسحُور ہے میری نگاہِ انتخاب
اُٹھ رہا ہے چہرۂ اسرارِ فطرت سے نقاب
یاد ہے مجھ کو کہ اک شب عالمِ انوار تھا
اور تھا میری نظر میں رازِ ہستی بے حجاب
ہو رہا تھا دیدۂ باطن پہ جلوؤں کا نزول
ابر سے جس طرح چھنتی ہے شعاعِ آفتاب
دیکھتا کیا ہوں کہ اک دوشیزۂ حوران خلد
مستِ مے مستِ حیا مستِ ادا مستِ شباب
وہ لب و دنداں جبین و زلف رخسار و ذقن
سیب و سنبل گوہر و یاقوتِ سیماب و گلاب
وہ نشیلی انکھڑیوں میں مے کدے چھائے ہوئے
بے تامّل بے تذبذب بے تکلّف بے حجاب
گلرخ و گل منظر و گل پیکر و گل پیرہن
گل بدامن ۔ گل بکف المختصر یکسر گلاب
وہ کبھی موجِ تبسم وہ کبھی چیں برجبیں
وہ کبھی لطف و نوازش وہ کبھی قہر و عتاب

نورِ دل ۔ نورِ فلک، نورِ جہاں، نورِ نظر
دخترِ حسن و تجلی ۔ بنتِ ماہ و آفتاب
وہ سُبک گامی پہ قربان وہ لطافت پر نثار
موجِ مے موجِ صبا موجِ تجلی موجِ آب
سایۂ گیسو میں وہ انگڑائیاں لیتا ہوا
عہدِ نو ۔ عہدِ جوانی ۔ عہدِ گل ۔ عہدِ شباب
نازِ شوخی، نازِ مستی، نازِ جلوہ نازِ حسن
کچھ ترنم کچھ تکلم کچھ تبسم کچھ حجاب
عارضِ انور کے رنگا رنگ جلووں میں کہیں
گوہرِ شبنم کی تابش برگِ گل کی آب و تاب
دیکھ کر یہ شان برقِ طور بھی حلقہ بگوش
جانچ کر یہ رنگ نورِ صبح بھی زیرِ حجاب
اللہ اللہ وہ لب و دنداں کا دلکش آب و رنگ
غنچۂ نو کے ورق پھولوں کا رس ۔ موتی کی آب
ناخنِ ادراک سے عقدہ کشائی ہے محال
رشتۂ موئے کمر واللہ علم بالصواب
ناز سے رکھدے اگر روئے زمیں پر وہ قدم
آسماں بھی کہہ اٹھے یا لیتنی کنت تراب

میں ابھی سنبھلا نہ تھا نظارۂ انوار سے
ناگہاں مجھ سے کیا اُس کم سخن نے یوں خطاب
اے ہلاکِ دید اے محوِ تجلّی اے رئیس
شاعرِ اسرارِ فطرت جبرئیلِ انقلاب
آہ وہ آواز دلکش آہ وہ قاتل نظر
وہ سوالِ حسن پر بے ساختہ حُسن جواب
اُس کی رنگینی میں گم اک کائناتِ آرزو
اُس کی موسیقی پہ قربان نغمۂ چنگ و رباب
مجھ سے فرمایا کہ اے روحِ ازل بیدار ہو
اٹھ کہ وَا کردوں درِ معنیٰ سر بالینِ خواب
آ کہ تیرے ذہن کو دوں تابشِ شمس و قمر
آ کہ تیری فکر کو دوں نکہت مشکِ و گلاب
مر مٹا ہے کیوں کسی کی حسرتِ دیدار میں
تو کہ خود تیری تجلّی ہے حجاب اندر حجاب
کیوں غمِ فرقت سے آخر سرگراں ہوتا ہے تو
تو ازل سے ہے حریم مصطفیٰؐ میں باریاب
گردشِ ایام سے یہ پیچ و تابِ شوق کیوں؟
تیری قسمت میں ہے زلفِ خم بہ خم کا پیچ و تاب

تو کہ ہے تیرا حسینانِ زمانہ میں لقب
مطربِ عہدِ جوانی۔ ساقیٔ دورِ شباب
محفلِ طیبہ میں اکثر ذکر ہوتا ہے ترا
اور وہ بھی بر سبیل التفات و انتخاب
چُن لیا ہے تجھ کو قدرت نے وفا کے واسطے
زندہ باد اے عاشق شوریدہ سرخانہ خراب!
بے نیازی سے ہے اُن کی دل گرفتہ کس لئے؟
رسم و راہِ حُسن ہے یہ احتیاط و اجتناب
تو ذرا اپنی زباں سے کہہ تو دے تیری قسم
خود اُلٹ دیں گے وہ اپنے رُوئے زیبا سے نقاب
خود نگر! کیا تو نے پایا چشمِ ظاہر کھول کر
بند کر آنکھیں اگر کچھ دیکھنا ہے بے حجاب

○

شعورِ عظمتِ خیرُ البشرؐ کہاں کہ ابھی
شعورِ عظمتِ نوعِ بشر بھی عام نہیں

○

حُسنِ مقال

دُرود پڑھتے ہیں سنگریزے۔ ہے تیرا حُسنِ مقال کیسا؟
کیا وہ شقّ القمر فلک پر کمال ہے اور کمال کیسا؟
مَے محبّت کے چند قطروں میں کیا بہک جاؤں گا میں توبہ!
کہ بادہ مستِ ازل ہوں ساقی! مری طرف یہ خیال کیسا؟
ازل کے دن کی کھنچی ہوئی ہو خدا کی تیار کی ہوئی ہو
سُرور اُس کا رہے ابد تک، خمار کیسا زوال کیسا؟
لبا لب اے سَاقیٔ عرب دے مَے طَرب دے مَے طَرب دے
مزا تو یہ ہے کہ بے طلب دے۔ سخی کے دَر پہ سُوال کیسا؟
برس رہا ہے سَحابِ رحمت چھلک رہی ہے مَے حقیقت
حسابِ روزِ خیال کب تک؟ خیالِ روزِ حساب کیسا؟
ہوائیں مستانہ چل رہی ہیں۔ دعائیں دل سے نکل رہی ہیں
امیدیں کروٹ بدل رہی ہیں خزاں کا رنج و ملال کیسا؟
صَدائیں "اقراء" کی آ رہی ہیں فضائیں سب جگمگا رہی ہیں
الٰہی! فاراں کی چوٹیوں پر چمک رہا ہے ہلال کیسا؟

خدا کا محبوب خود محمدؐ حجاز کا چاند رحمتِ حق
ملا ہے مکے کے سنگ ریزوں سے آمنہ تم کو لال کیسا؟
رسولؐ وہ نخلِ معرفت ہیں کہ جنکی شاخیں ہیں آسماں پر
سحابِ رحمت سے بار آور ہوا عرب میں نہال کیسا؟
حبیبِ حقؐ ، مخبرِ حقیقت رسولِ خاتم امینِ اسریٰ
مقال کیسا ، کمال کیسا ، جمال کیسا ، جلال کیسا؟
اذاں ہے ناقوس کے مماثل اگر نہ ہو تذکرہ نبیؐ کا
حقیقت احمدیؐ ہو مخفی تو حُسنِ صوتِ بلال کیسا؟
حضورؐ کے آئینے میں موسیٰؑ جو دیکھنا چاہتا ہے دیکھیں
نہایت آساں ہے رُویتِ حق خدا کا جلوہ محال کیسا؟
رئیسؔ آئیں گے میرے مولا ضرور مرقد میں وقتِ پرسش
وفورِ جذبات کی بدولت یقیں ہے دل کو خیال کیسا؟

گر گئے اپنی نظر سے آپ ہم
یا رسول اللہ! انظُر حالنا

یوں بھی!

وہ پوچھیں یا نہ پوچھیں سوزِ غم یوں بھی ہے اور یوں بھی
بہر صورت محبت کا کرم یوں بھی ہے اور یوں بھی
نقابِ رخ الٹ دو۔ یا چھپا لو صورتِ زیبا
ہمارا تو سرِ تسلیم خم یوں بھی ہے اور یوں بھی
کبھی سامانِ درماں ہے کبھی دردِ فراواں ہے
دلِ بیتاب پر مشقِ ستم یوں بھی ہے اور یوں بھی
سبو دو۔ جام دو۔ مینا دو۔ پیمانہ دو۔ کوثر دو
مرے لب پر سوال بیش و کم یوں بھی ہے اور یوں بھی
مسلماں بن کے آئے شیخ یا کافر کی صورت میں؟
چھپائے آستینوں میں صنم یوں بھی ہے اور یوں بھی
فرازِ بابِ خیبر یا نشیبِ ارضِ خندق ہو
ترے ہاتھوں میں نصرت کا علم یوں بھی ہے اور یوں بھی
فصاحت کے مضامیں ہوں کہ نکتے ہوں بلاغت کے
رئیسؔ اپنا تو قرطاس و قلم یوں بھی ہے اور یوں بھی

○

اصحابِ پیمبرؐ

مبارک تذکرہ پیرائیِ اصحابِ پیغمبرؐ
کہ قرآنِ مبیں میں اُن کا خود مدّاح ہے داور
یہی وہ نجم[۱] تابندہ تھے ملّت کے سفینے کے
جو طوفانِ حوادث میں رہے ثابت قدم یکسر
بجا ہے اُن صحابہ پر اگر اسلام نازاں ہو
یہی ہیں ہاں یہی ہیں ملّتِ اسلام کے رہبر
خصوصًا قدوۂ اصحابِ ختم المرسلینؐ یعنی
وہ جابرؓ[۲] ابن عبداللہ انصاریؓ حق پرور
فضیلت اور بھی اک انکو حاصل ہے صحابہ میں
کہ یہ ہیں زائرِ پیشینِ قبرِ سبطِ پیغمبرؐ
حقیقت میں یہ چند اصحاب ہی جانِ صحابہ ہیں
جناب جابر و سلمان و یاسر۔ بوذر و قنبر

---

[۱] اصحابی کالنجوم (حدیثِ نبویؐ)

[۲] حضرت جابر نے امام حسینؑ کی شہادت کے بعد سب سے پہلے مزارِ حسینی کی زیارت کی تھی۔

تصویر

شانِ حق ہے بخدا آلِ عبا کی تصویر
کس قدر صاف ہے یہ نورِ خدا کی تصویر

ساقیا! مجھ کو عطا ہو وہ تصور کی نظر
کہ نظر آئے کسی راہ نما کی تصویر

شیخ اور اُس پہ ریاکار عیاذاً باللہ
خامۂ وقت نے کھینچی ہے بلا کی تصویر

دامنِ آب پہ مٹ مٹ کے اُبھرتے ہیں حُباب
کھینچ دی موج نے کس آبلہ پا کی تصویر

اُفق افروز ہے وہ جلوۂ رنگین شفق
کتنی رنگیں ہے یہ خونِ شہدا کی تصویر؟

اپنے خالق سے ہے خلقت کی شکایت بیجا
کیوں رہیں اپنے مصوّر سے ہوشا کی تصویر

○

معرکۂ خیبر

یاد ہے تاریخ کو اب تک وہ خونیں داستاں
ارضِ خیبر پر مصافِ حق و باطل کا سماں
غازیانِ دیں وہ اسلامی علم کھولے ہوئے
وہ یہودی سورما تیغِ دودم تولے ہوئے
فاتحانہ ولولے سینوں کو گرمائے ہوئے
وہ جوانانِ عرب نیزوں کو چمکائے ہوئے
وہ دلیروں کی مبارز کوشیاں شیروں کا رن
شہسواروں کے وہ تیور وہ عرب کا بانکپن
ریت کے ٹیلوں پہ وہ خیبر کا فولادی حصار
دوپہر کی دھوپ میں تپتے ہوئے وہ کوہسار
لُو کی رَو جیسے کہ پھنکاریں ہزاروں اژدھے
وہ اُدھر کینہ وروں کے وحشیانہ قہقہے!
وہ اِدھر فوجِ پیمبر کی شکست پے بہ پے
خیبری ہیں اُدھر وہ مرحب و عنتر کی جے
قلعۂ خیبر کی وادی ہیں وہ مرحب کی سپاہ
خون میں ڈوبی زرہ ہیں غرق لوہے میں سیاہ
وہ فضائے لالہ گوں میں تیر سنّاتے ہوئے
بڑھ رہے تھے ناگنوں کی مثل بل کھاتے ہوئے

اللہ اللہ وادیٔ خیبر کی وہ پُرہول جنگ
موت بھی تھی زندگی کی جرأت پیہم سے تنگ
ناگہاں فوجِ پیمبر سے بڑھا اک نوجواں
ہنس رہی تھیں جس کے رخ پہ فاتحانہ شوخیاں
زخمیوں کی چیخ وہ بڑھتا ہوا حملے کا زور
وہ دُہل کی گونج ۔ باجوں کی گرج قرنا کا شورُ
دوشِ نازک پر علم دستِ مبارک میں حُسام
وہ زبانِ پاک پر ہَل مِن مبارز کا پیام
وہ جواں وہ نوجواں وہ یثرب و بطحا کا چاند
جس کی آب و تاب کے آگے مہ و خورشید ماند
وہ نبیؐ کا قوّتِ بازو ۔ ید قوّت کا زور
صورِ محشر فزوں سے تر جس کے ہنگاموں کا شورُ
یہ وہ ہستی ہے کہ جس کی آفرینش کے لئے
آزمائے صانع قدرت نے اپنے حوصلے
بسکہ تھا منظورِ حق اس فخرِ آدم کا ظہور
آدم و حوّا کو تحفے میں دیا خود اپنا نور
اپنا سب کچھ دے کے پھر بخشا زہے شانِ کرم
اقتدارِ عرش و کرسی ۔ عظمتِ لوح و قلم

جی نہ اُس سے بھی بھرا تو دیدئے بے بیش و پس
بربطِ داوٗد کے نغمے مسیحا کے نفس
شیث کا تقویٰ سلیمان کا شکوہ و احتشام
طور کا جلوہ۔ ازل کا نور۔ موسیٰ کا کلام
مریم و صالح کی عصمت۔ ماہِ کنعاں کا جمال
حکمتِ ادریس و لقمان۔ علمِ خضر و دانیال
سدرہ و طوبیٰ کی شوکت شانِ خلد و سلسبیل
ذوقِ اسماعیل و ہارون۔ عشقِ اسحاق و خلیل
لافتیٰ کا زورِ بازو ہل اتیٰ کا تخت و تاج
حمد کے لب۔ شمس کے رخسار۔ صلوٰ کا خراج
اللہ اللہ اُس کے چہرے کا فروغِ بے پناہ
نقشِ قرآنی کی جوانی۔ خد و خالِ لا الٰہ
رُوئے انور کی قسم یٰسین کا حسن و جمال
جس پہ چمکا بائے بسم اللہ کے نقطے کا خال
الغرض یہ شبر یوں پہنچا عدو کے متصل
شق ہوا خندق کا سینہ۔ ہل گیا خیبر کا دل
مرحب و عنتر اُدھر رن میں اُترنے کو بڑھے
جس طرح سے ناگ بن میں چوٹ کرنے کو بڑھے

اللہ اللہ ذوالفقارِ شاہ کا یہ رنگ تھا
موذیوں کا سر فقط اک وار میں چو رنگ تھا
اِس طرح جوہر دکھائے بُرّشِ شمشیر کے
رکھ دیا خندق پہ خیبر کا کلیجہ چیر کے

○

کب تک رہے گا سترِ شہادت حجاب میں
اے وارثِ شہادتِ عظمیٰ! ۔جواب دے
خونِ حسین رنگ نہ لائے گا تا بکے؟
اے خاکِ کربلائے معلیٰ جواب دے

○

حسن و عشق

جب متاعِ کُن سے حُسن و عشق کے جوہر بنے
مرحلہ یہ تھا کہ اِن سے کیا بنے کیونکر بنے
عشق سے قدرت نے درد و کرب کی تخلیق کی
حسن سے ناز و ادا کے دلرُبا تیور بنے
عشق سے خلقت میں آئے شعلہ و برق و شرار
حسن کے جلوؤں سے خورشید و مہ و اختر بنے
عشق کے سوزِ نہاں سے آگ کو پیدا کیا
حسن کے جذبِ نہاں سے نور کے پیکر بنے
عشق کی دردآفریں فطرت نے کی تخلیقِ اشک
حسن کے شفاف جوہر سے دُر و گوہر بنے
عشق کی تنہائیوں سے دشت و در پیدا ہوئے
حسن کی رعنائیوں سے خوش نما منظر بنے
اُس کی خاطر نالۂ غم کو رسائی دی گئی
اُس کی خاطر نالہ ہائے آرزو پرور بنے
کام دونوں سے نکالا جذبۂ تخلیق نے
حسن سے آئینہ خانے عشق سے پتھر بنے
فائدہ دونوں سے پہنچا محفلِ آفاق کو
عشق سے دل کو بنایا حسن سے دلبر بنے

حُسن خود بیں کے مذاقِ خود نمائی کے لئے
رُخ بنا غازہ بنا گیسو بنے تیور بنے
عشقِ بے پروا کی قسمت آزمائی کے لئے
سر بنا۔ مقتل بنا۔ قاتل بنا۔ خنجر بنے
الغرض دونوں سے جب تخلیق عالم ہو چکی
پھر سُوال اٹھا کہ اس سے کیا بنے کیونکر بنے؟
یک بیک ذہنِ مشیت نے کیا یہ فیصلہ
ربطِ حسن و عشق اب تخلیق کا جوہر بنے
مہر و ذرہ۔ شمع و پروانہ۔ کتان و ماہتاب
حکم سے تخلیق کے ہم جان و ہم پیکر بنے
اولاً دونوں کے ربط باہمی سے دہر میں
آدم و حوّا۔ بحکم حضرتِ داور بنے
شیث و ابراہیم و داؤد و ذکریا و کلیم
نوح سے تا ابنِ آدم کتنے پیغمبر بنے
پھر ہوا ختمِ رسالت سے ظہورِ حسن و عشق
حسن کے آئینہ خانے میں نئے جوہر بنے
بعد ازاں نورِ ازل کا نقطۂ اظہارِ ذات
فاطمہ زہراؑ بنیں اور حیدر صفدر بنے

مرکزِ حُسنِ الٰہی ۔ حیدرؑ و زہراؑ کے بعد
حضرتِ شبیرؑ ٹھہرے حضرتِ شبّرؑ بنے
اپنے اپنے عہد میں دینِ خدا کے پاسباں
سیدِ سجادؑ ٹھہرے ۔ باقرؑ و جعفرؑ بنے
موسٰیؑ کاظم میں پھر چمکا جمالِ ایزدی
خاکِ زنداں پر نقوشِ حسن مِٹ مٹ کر بنے
جلوہ حسنِ تقیؑ ۔ سرمایۂ نورِ نقیؑ !
دو یہ جلوے تھے کہ عین ذاتِ یک دیگر بنے
مہدیٔ دیں ۔ قائمِ حق ۔ حجّتِ آلِ عبا
نورِ اوّل کا جہاں میں آخری مظہر بنے
اوّل و آخر محمدؐ ۔ اوسط و اعلٰی علیؑ
اور مہدی جامعِ انوارِ پیغمبر بنے
اُمّتِ احمد میں جس کا غیب پر ایماں نہیں
مومنِ غیب حقیقی کیا بنے کیوں کر بنے ؟
ابتدائے دیں محمدؐ ہیں تو مہدی ختمِ دیں
جب یہ مل جائیں تو کاملِ دینِ پیغمبر بنے

○

نانِ جویں

نہاں ہے جو تجلّی دل میں آنکھوں میں کہاں پیدا
یہ دنیا ہے وہ دنیا لامکاں پنہاں مکاں پیدا
کسی کی منقبت منظور تھی وحیٔ الٰہی کو!
لسانِ حق کی صورت ہوگئی گویا زباں پیدا
جہانِ ممکن وواجب میں جلوے ہیں نئے اُن کے
اِدھر ظاہر اُدھر مخفی۔ یہاں پنہاں وہاں پیدا
سناتا حیدرِ کرّار کی جرات کے افسانے
دہانِ بابِ خیبر میں اگر ہوتی زباں پیدا
ثنائے میرِ کوثر کا خیال آیا جو رندوں کو
مثالِ موجِ کوثر ہوگئی طبعِ رواں پیدا
جبیں سنگِ درِ کعبہ نے پیدا کی پئے سجدہ
وہ دن گذرے کہ ہوتے تھے جبیں سے آستاں پیدا
علی اور بیتِ کعبہ میں ولادت؟ اسطرح کہیے
خدا کے گھر ہوا اک بندۂ حق کا مکاں پیدا
علیؑ کا فقر و فاقہ کیوں نہ ہو نعمت فقیروں کو
ہے اس نانِ جویں سے عظمتِ فکرِ جواں پیدا
قلم میں جو ہر لوح وقلم ان کی بدولت ہے
ہوئی ہے ان کے ذکرِ شوق کی خاطر زباں پیدا

یا علیؑ

دنیا میں ہر وجود کے مشکل کُشا علیؑ
مشکل میں خود علی بھی یہ کہتے تھے یا علیؑ!
عباس بن علی ہوں کہ خود مرتضیٰ علی
مشکل کُشائے وقت ہیں عباس یا علی
اِن اہلِ حق کی اصل حقیقت نہ پوچھئے
عباس حق پسند۔ حقیقت نما علی
یہ پانچ نام عظمتِ توحید کا نشاں
زہرا حسن حسین رسولِ خدا علی
الحق کہ نورِ احمد و حیدر رہے عینِ حق
حق ہیں حبیبِ حق تو حقیقت کُشا علی
ہے تیرا نام فاتح و مفتاحِ دوجہاں
یا دست گیر یا اسداللہ یا علی!
کچھ شک نہیں کہ خاتمِ مرسل کے فیض سے
قرآن کی طرح ہیں پیامِ خدا علی
عباسِ نامور۔ اسدِ بیشۂ فرات
نامِ خدا۔ جہاں میں شیرِ خدا علی
اس کے علوئے ذات میں ادنیٰ بھی شک نہیں
جو مردِ باخدا کہ جہاں میں ہے یا علیؑ!

اللہ کا الف ہے جو احمد کی ابتدا
قرآں میں ہیں نقطۂ زیریں با علی
موصوف اولیاء کی قسم صاف طور پر
ہر مدعئ فقر کا ہیں مدعا علی
واللہ کیا جواں ہے واللہ کیا جہاد؟
لاسیف ذوالفقارِ علی ۔ لافتیٰ علی
گر پوچھیے رسالتِ کبریٰ کا مسئلہ
مرسل علیؑ ۔ رسالتِ حق کا صلہ علی

○

فقط وسیلۂ ماتم نہیں عزائے حسینؑ
کہ یہ ذریعۂ تسخیرِ کائنات بھی ہے
غمِ حسین فقط زادِ آخرت ہی نہیں
غمِ حسین تو سرمایۂ حیات بھی ہے

○

ساقیا! ساقیا!

وقتِ پُرسش ہے بے حساب حساب
کوثری رند ہوں۔ شراب شراب
جھوم کر دہ اُٹھا سحاب سحاب
ساقیا ساقیا! شتاب شتاب
شیخ جس کو کہے عذاب عذاب
اس کو قرآں کہے ثواب ثواب
پی گئے ہم شرابِ خُمِّ غدیر
غیر کہتے رہے عذاب عذاب
شیخ منکر کا حشر؟ تشنہ لبی!
واہ کیا ہے یہ لاجواب جواب
حشر سے ہم کو لے گئے حضرتؐ
غیر کہتے رہے حساب حساب
الحذر الحذر۔ رئیس رئیس
زندگی زندگی سراب سراب

○

درود

عید ہے ساقئ کوثر! ترے مستانوں میں
لو فرشتے بھی اترنے لگے مے خانوں میں
بادہ کش۔ جوشِ عقیدت میں جو پڑھتے ہیں درود
مۓ کوثر بھی چھلک اٹھتی ہے پیمانوں میں
بت شکن نے جو رکھا خانۂ کعبہ میں قدم
زلزلہ پڑ گیا دنیا کے صنم خانوں میں
بلبلیں کس کے لیۓ نغمہ سرا رہتی ہیں
گونج ہے کس کے ترانوں کی گلستانوں میں

○

او صافِ یداللہ بھلا کیا سمجھیں
سب لوگ انہیں حق کے سوا کیا سمجھیں
پردے میں نہیں کچھ شبِ معراج کی بات
سمجھیں جو نصیری نہ خدا! کیا سمجھیں

○

میخانہ بہ میخانہ

اک جشنِ مسرّت ہے میخانہ بہ میخانہ
ساقی! مۓ کوثر دے۔ پیمانہ بہ پیمانہ
ہیں اور مرا ساقی! تو اور ترا واعظ
مستانہ بہ مستانہ۔ فرزانہ بہ فرزانہ
ایوانِ رسالت میں ہے شمعِ ازل روشن
اک نور سا پھیلا ہے کاشانہ بہ کاشانہ
وہ جس کے فضائل کو خود کاتبِ قدرت نے
قرآن میں لکھا ہے افسانہ بہ افسانہ
اک نورِ محمّد ہے آدم سے مسیحا تک
وہ مے ہے جو کھینچی ہے خم خانہ بہ خم خانہ۔

○

خوں بہا جس کا کربلا میں رہیں
خوں بہا اس کا کوئی کیا دے گا؟

○

نوید اولیں

آئی بہار جوشِ مسرّت لیے ہوئے
صحنِ چمن ہے گود میں جنت لیے ہوئے

محوِ خرامِ ناز نسیمِ بہار ہے
گُل ہائے رنگ رنگ کی نکہت لیے ہوئے

کھنچتا ہے بار بار جو دل سوئے بزمِ ناز
مدت ہوئی ہے درسِ محبت لیے ہوئے

کعبے سے مے کدے کی طرف جا رہے ہیں ہم
پیرِ مغاں سے حُسنِ عقیدت لیے ہوئے

ذرّے عرب کے آئنہ دارِ ازل ہیں آج
آیا یہ کون نورِ نبوت لیے ہوئے

کس کے ظہورِ حسن و تجلی کی ہے نوید
موسیٰ کھڑے ہیں دید کی حسرت لیے ہوئے

تا چند یہ مشاغلِ لہو و لعب رئیسؔ
سر میں ہوائے زہد و عبادت لیے ہوئے

نعت و منقبت کی یہ پہلی نظم ہے۔ جو میں نے ربیع الاول ۱۳۵۰ھ (دسمبر ۱۹۳۱ء) میں امروہے میں برسرِ منبر پیش کی۔ اس وقت میری عمر چودہ پندرہ سال سے زیادہ نہ تھی۔

آئنہ رو

آئنہ اُس آئنہ رُو کی برابر ہوگیا
کیسا ذوالقرنین کا طالع سکندر ہوگیا

رفتہ رفتہ ہم نشینی زلف کی لائی اثر
صحبت قاتل ہیں رہ کر دل ستم گر ہوگیا

دیکھ کر آتا ہے اس کو یاد حالِ عندلیب
آئینہ احوال بلبل کا گُلِ تر ہوگیا

بزمِ وحدت میں ہوا نورِ نبوت کا ظہور
گوشہ گوشہ بزمِ ہستی کا منوّر ہوگیا

ضو فشانی ہائے خورشیدِ نبوت دیکھ کر
سر بداماں شرم سے مہرِ منوّر ہوگیا

خَم ہوئے جب سجدۂ باری میں محبوبِ خدا
صورتِ تسبیح گیسوئے معنبر ہوگیا

وصفِ احمد میں لکھا وہ مطلعِ رنگین رئیسؔ
نکتہ نکتہ نظم کا الہامِ داور ہوگیا

حکم سے تیرے ہی رَدِ خورشیدِ انور ہوگیا
جنبشِ ابرو سے شق ماہ منوّر ہوگیا

لے گئے تشریف جب معراج کی شب مصطفیٰؐ
عرش کا سرتاج نقشِ پائے سرور ہوگیا

(۱۳۵۱ھ)

پیغام مسرّت زا

قبلے سے اٹھا وہ ابرِ کرم پیغامِ مسرت زا لے کر
ہر قطرہ بڑھا وہ دامن میں رحمت کا اک دریا لے کر
وہ برقِ تپاں کی شورش سے گھنگھور گھٹائیں گونج اٹھیں
وہ اہلِ ولا کے نعروں سے خاموش فضائیں گونج اٹھیں
وہ بارشِ رحمت ہونے لگی گلشن سے خزاں کا زور اٹھا
وہ بادہ کشوں کی محفل سے پھر صلّ علیٰ کا شور اٹھا
پیدائش پیغمبرؐ کا ہے دن۔ یہ وقت ہے فضلِ باری کا
مسلم کی رگِ خوابیدہ میں دوڑا وہ لہو بیداری کا!
ہر ذرّہ چمک میں مہر بنا۔ خورشید ازل کے پرتو سے
خاموش ہوئے آتش خانے اِس نورِ الٰہی کی ضو سے
محبوبِ خدا جب فاراں پر توحید کے نغمے گانے لگے
اللہ کے بندے کھنچ کھنچ کر اللہ کی جانب آنے لگے
کفّار سے جب حضرت نے کہا اسلام ہی دین کامل ہے
فاراں کی چٹانیں بول اٹھیں تو صادق ہے تو عادل ہے

اسلام کی عظمت کا باعث دنیا میں بجز اسلام نہ تھا
اخلاق نے دل کو چھین لیا قوت کا یہاں کچھ کام نہ تھا
ابنائے وطن کے ہاتھوں سے ہر رنج سہا اور گھر چھوٹا
دامن نہ خدا اندیشی کا اُن ہاتھوں سے دم بھر چھوٹا
یوں داغِ ضلالت کوئی نبی اقوام کے دل سے دھو نہ سکا
وہ کام کیا ہے حضرت نے اب تک جو کسی سے ہو نہ سکا

(سنہ ۱۹۳۳ء)

○

نفسِ حق نفسِ مصطفیٰؐ بھی ہیں
یہ علیؑ بھی ہیں ایلیا بھی ہیں
مدح خواں ہیں نصیری و مسلم
آپ بندے بھی ہیں خدا بھی ہیں

○

یا علیؑ

یا علی ! ہر عظمتِ دنیا و دیں تیرے لئے
بوریائے فقر اور نانِ جویں تیرے لئے
یہ کمالِ جاہ و رتبہ یہ خطابِ بوتراب
عرشِ حق تیرے لئے فرشِ زمیں تیرے لئے
چشمِ موسیٰ سے بھی جو نورِ ازل مخفی رہا
ہے وہی نورِ ازل ۔ عین الیقیں تیرے لئے
خود تری انسانیت پردہ دَرِ اسرارِ حق
خود تری روحانیت روح الامیں تیرے لئے
ہر جہادِ فی سبیل اللہ اک میدانِ شوق
اے امیر المومنینِ متقیں تیرے لئے
عینِ ایمان تو کہ تجھ سے زندگی اسلام کی
اے ہمہ دینِ مبیں ! دینِ مبیں تیرے لئے
اوّلیت کا شرف ختمِ ولایت کا وقار!
اے امامِ اوّلین و آخریں تیرے لئے
تیری ذاتِ پاک تاریخِ بشر کا افتخار
روحِ انسانی ۔ عقیدت آفریں تیرے لئے
یا علیؑ ! عالم ہے رب العالمیں کے واسطے
یا علیؑ ! عالم میں ربِّ العالمیں تیرے لئے

ترے بغیر

کامل نہیں ہے نصرتِ ایماں ترے بغیر
باقی ہے انتقامِ شہیداں ترے بغیر

کعبہ ترے بغیر ہے کب سے سیاہ پوش؟
ہے عالمِ سکوت میں قرآں ترے بغیر

گم راہ ہیں حکومتِ قرآں کے مدّعی
اک وہم ہے حکومتِ قرآں ترے بغیر

یہ منکرانِ غیب کو شاید خبر نہیں
باطل ۔ ثبوتِ غیبتِ یزداں ترے بغیر

عرفانِ حق ہے اصل میں عرفانِ اہلِ حق
کفرِ صریح دعویٔ ایماں ترے بغیر

آلام میں اسیر مصائب میں مبتلا!
کافر ترے بغیر مسلماں ترے بغیر

اے شہسوارِ عرصۂ ایماں تری قسم
ویراں تمام عرصۂ ایماں ترے بغیر

تیرا ظہور دہر میں سامانِ انقلاب
مشکل ہے انقلاب کا ساماں ترے بغیر

○

ترجمۂ مرثیہ شاہ عبداللطیف

محرّم آگیا اُمت کے شہزادے نہیں آئے
یہی تقدیرِ یزداں تھی یہی سرِ مشیت تھا
مدینے اور مکے میں بپا شور قیامت تھا
یہی فدیہ برائے بخشش افرادِ امّت تھا
شہادت کربلا والوں کی کیا تھی؟ رمز قدرت تھا
محرّم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے
مدینے سے گئے وہ کربلا کی قتل گاہوں میں
وہ خونیں قتل گاہیں آج تک فریاد کرتی ہیں
حسینی قافلہ صحرا کی جن راہوں سے گزرا تھا
وہ راہیں آج تک اُس قافلے کو یاد کرتی ہیں
وہ منظر پھر کہاں اہل مدینہ کو نظر آیا؟
مدینے کا مسافر کب مدینے لوٹ کر آیا؟
محرّم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے

مجھے اے رنگ ریز اٹھ اور لباسِ ماتمی پہنا
کہ ملبوسِ سیہ اک آئینہ ہے جذبۂ غم کا
سیہ ملبوس پہنا دے کہ ماتم دارِ مولا ہوں
نشاں ہے یہ شہیدانِ وفا کے رنج و ماتم کا
محرّم آگیا امّت کے شہزادے نہیں آتے
شہادت کیا ہے؟ اک ورثہ محمد کے گھرانے کا
کوئی شکوہ نہ تھا مولا کو اعدا کے ستانے کا
شہادت ان کو وجۂ ناز وہ نازِ شہادت تھے
نیا عنوان وہ تھے حق و باطل کے فسانے کا
شہیدِ عشق ہی واقف ہے اسرارِ شہادت سے
وگرنہ کس کو آتا ہے سلیقہ سر کٹانے کا
محرّم آگیا امّت کے شہزادے نہیں آتے

ہوئی جب رخصتِ اہلِ حرم۔ شہرِ مدینہ سے
فلک پر تیرگی ماحول پر حسرت برستی تھی
رسول اللہ کے روضے میں تھا ماتم کا ہنگامہ
سکوں کے واسطے خود فطرتِ مضطر ترستی تھی

○

محرّم آگیا امّت کے شہزادے نہیں آئے
مصائب تھے مگر حضرت نے ماتھے پر نہ بل ڈالا
شجاعت سے نظامِ عالمِ امکاں بدل ڈالا
شکستِ ظاہری فتحِ مبیّن عشق ہوتی ہے
حسینی عزم نے باطل کی قوت کو کچل ڈالا
شہیدانِ وفا جب گھر گئے باطل کے نرغے میں
تو دشتِ جنگ میں یہ قول تھا انصار حضرت کا
لیا کرتا ہے محبوبِ حقیقی امتحاں یوں ہی
ہمیشہ اولیاء اللہ کے صبر و اطاعت کا

○

جب سبط پیمبر قتل ہوئے۔ تھا شورِ قیامت واویلا
اے کشتۂ حسرت واویلا اے فدیۂ امت واویلا
سادات نے اپنی جاں دیکر تکمیل کی عہدِ اول کی
خود لوحِ ازل پر لکھی تھی مولا کی شہادت واویلا
اِس حادثۂ غم ناک پہ تھے خود جن و ملک بھی گریہ کناں
جن کیا کہ پیمبر روتے تھے اللہ ری مصیبت واویلا

○

نوحہ

فریاد یہ ہر سُو تھی کہ اے وائے مدینہ
اِس شہر سے رخصت ہوئے مولائے مدینہ
افسوس یہ بستی ہوئی سادات سے خالی
اب کس لئے ویراں نہ ہو دنیائے مدینہ
شبّیرؑ ہوئے گامزنِ راہِ شہادت
تکبیر بہ لب ۔ دل میں تمنائے مدینہ
محرّم آگیا امّت کے شہزادے نہیں آئے
چلے شعبان میں مقتل کی جانب کربلا والے
مسلّح تھے نرالی شان سے صبر و رضا والے
انہیں خود ناز تھا اپنی شرافت پر شجاعت پر
یہی تھے مصطفیٰؐ والے یہی تھے مرتضیٰؑ والے
خیامِ اہلِ بیتِ مصطفیٰؐ تھے خاک کے اوپر
اُدھر اِک حشر سا تھا گنبدِ افلاک کے اوپر
حسینی فوج کتنی مختصر راہِ شہادت میں
مگر دہشت تھی اُن کی لشکرِ ناپاک کے اوپر

محرّم آگیا امت کے شہزادے نہیں آئے
جہادِ کربلا کو بھول سکتا ہی نہیں کوئی
جہادِ کربلا تھا کارنامہ عقل و ایماں کا
زمانے میں ہزاروں معرکے برپا ہوئے اب تک
مگر یہ معرکہ اک نقش تھا تقدیرِ یزداں کا
اُدھر تھے شہسوارانِ مدینہ پشتِ مرکب پر
اِدھر انبوہ تھا اُن کے مقابل ظلم و عصیاں کا
رَجز نعرے تلاطم کشمکش نیزہ زنی حملے
یہ کیا تھا؟ امتحانِ عشق تھا کچھ اہلِ ایماں کا
محرّم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے
فقط اِک تشنہ لب کے واسطے اعدا کے لشکر سے
وہ پیہم تیر کی بارش وہ تلواروں کی جھنکاریں
وہ جذبہ اللہ اللہ کربلا والوں کا وہ جذبہ
تنِ زخمی سے اُن کے خون کی بہتی ہوئی دھاریں

سپاہِ مختصر کے واسطے وہ شام کی فوجیں
گلوئے خشک مولا کے لئے وہ تیز تلواریں
محرّم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے
وہ دشتِ جنگ تھرّایا وہ قرنا کی صدا گونجی
اِسی صورت مجاہد جنگ میں جیتے ہیں مرتے ہیں
جو ایسے معرکوں میں شہسواروں پر گذرتی ہے
جری رہوار خود بھی معرکے میں کر گزرتے ہیں
اگرچہ کوئی انصار و اعزا میں نہ تھا باقی
حسینؑ ابن علیؑ میدان میں آئے یا علیؑ کہہ کر
فضائے کربلا پر اک سکوتِ مرگ طاری تھا
مگر خیموں سے رونے کی صدا آتی تھی رہ رہ کر
اُدھر سیدانیاں بچوں کو اذنِ جنگ دیتی تھیں
کہ دیکھو موت کے میدانِ خونیں میں نہ گھبرانا
ادھر دشمن کی مستورات خود دشمن سے کہتی تھیں
کہ تم رن کے بھگوڑے ہو تمہیں لازم ہے مرجانا

○

منقبت پارے

دستِ قدرت ہیں علیؑ ۔ عزمِ پیمبرؐ کی قسم
دست و بازوئے ید اللہ کے جوہر کی قسم
دونوں عالم میں نہیں حیدرِ صفدر کی مثال
قتلِ مرحب کی قسم ۔ قلعۂ خیبر کی قسم
ہے ابھی سر میں مرے نشۂ صہبائے غدیر
ابرِ رحمت کی قسم ۔ چشمۂ کوثر کی قسم

○

شوقِ دیدار سے اشک آنکھوں میں بھر آنے دو
کہ مئے حبِ نبیؐ کے ہیں یہ پیمانے دو
نعتِ سرکارِ نبیؐ ۔ منقبتِ آلِ علیؑ
کیا تماشا ہے کہ مے ایک ہے میخانے دو
اے فرشتو ! نہ کرو قبر میں تعجیل سوال
میرے محبوب کو بالیں پہ ذرا آنے دو

○

قومی نشاں

لو لاک سے ہے ظاہر نام و نشاں ہمارا
ارض و سما ہمارے اور لامکاں ہمارا

قرآں کے مطالب سینوں میں ہیں ہمارے
ہم اُس کے ترجماں ہیں وہ ترجماں ہمارا

بزمِ ازل میں ہم نے وحدت کے گیت گائے
طوبیٰ کی ڈالیوں پر تھا آشیاں ہمارا

بدر و احد سے ظاہر اپنی شجاعتیں ہیں
خیبر سے جاکے پوچھو نام و نشاں ہمارا

اے راہِ شام و کوفہ تو ہے گواہ اس کی
نوکِ سناں پہ سر تھا قرآں خواں ہمارا

باطل کی قوتوں سے کہدو کہ دم نہ ماریں
زندہ اِسی طرح ہے سوزِ نہاں ہمارا

بازو کٹا کے کی ہے ملت کی دست گیری
عباس کا علم ہے قومی نشاں ہمارا

آغوش میں حرم کی آنکھیں کھلیں ہماری
وہ لم یلد کا گھر ہے اصلی مکاں ہمارا

○

باء بسم اللہ

ہاں! بنامِ او کہ نامش شیرِ یزداں آمدہ
باء بسم اللہ عنوانش بہ قرآں آمدہ

گفت من یُشریٰ بوصفِ اُو خدائے بے نیاز
اے مبارک بندہ کو ممدوحِ رحماں آمدہ

بگذر از یشریٰ و در آیاتِ دیگر ہم بہ بیں
کایں ہمہ دفتر علیؑ را منقبت خواں آمدہ

سرمۂ ما زاغ در چشمِ حقیقت بیں بخش
آیت کبریٰ برائے اُو بہ فرقاں آمدہ

از ازل دو قوتِ کامل بباید در ظہور
رزم گاہِ ہر دو قوت صحنِ امکاں آمدہ

نور و نار و موسیٰ و فرعون و نمرود و خلیل
آں یکے از اہرمن دیگر ز یزداں آمدہ

نور و ظلمت باہمہ دوری بہم خواہند ماند
ایں دو قوت گرم پیکار اند و ہم خواہند ماند

از فیض نگاہت

از فیض نگاہت دلِ ما یافت مقامے
سرمایۂ کونین فروشیم بجامے

وارفتہ بہ عشقیم رکوعے نہ سجودے
افتادہ بخاکیم قعودے نہ قیامے

از دیر و حرم بگذر و مردانہ سفر کن
طے می شود ایں جادۂ مشکل بدو گامے

از کفر و شریعت نہ بری ذوقِ حقیقت
دانی کہ سیہ مست کند بادۂ خامے

با دانہ و تسبیح دلِ ما نمی بندد
با طائرِ سدرہ چہ کند دانہ و دامے؟

بے واسطہ رُوحِ امیں وحی بشنویم
برمرتبۂ ما نہ رسولے نہ امامے

درمقتلِ شوقم نہ مسیحے نہ صلیبے
برقلۂ عشقم نہ کلیمے نہ کلامے

برسدرۂ و طوبی نہ پسندیم نشیمن
از حور و ملائک نپذیریم سلامے

از ثمنِ وفا تختِ شہی یافتہ یوسف
در مملکتِ ما چہ عزیز است غلامے

اے محتسب ! از بادہ کشِ عشق میاویز
در مشربِ ما نیست حلالے نہ حرامے
ما بزم فروزیم ۔ بہر رفعت و پستی
مہر دمِ صُبحیم و چراغِ سرِ شامے
ما علّتِ اَرض و فلک و قطبِ زمانیم
از ہستیٔ ما ہست بہ کونین نظامے
در اُوجِ سما ۔ بال و پرِ شوق کشائیم
کو طائرِ سورہ کہ بہ افتاد ز بامے
با وصف کہ ما محرمِ الہام و وحی ایم
از محفلِ جاناں نہ درودے نہ سلامے
با وصف کہ از رفعتِ تخیّل بہ عرشیم
برخاکِ درش نیست قیامے نہ مقامے
از بادۂ صافی چہ رسد در صفِ رنداں
دردا کہ نہ جام است نہ دُردے تہِ جامے
برخیز و برافروز سیہ خانۂ جاں را
در ظلمتِ شب زیب دہد ماہِ تمامے
رضوانِ ارم در رہت آشفتہ فقیرے
جبریلِ امیں بر درت افتادہ غلامے

ارضیست بکویت اثرِ مشتِ غبارے
چرخیست براہت شترِ سست زمامے
گر اذن دہی قطب بہ جنبد ز مکانے
گر حکم کُنی ماہ نہ جنبد ز مقامے
از ہیبتِ تو نجم برافتد ز مدارے
و ز غمزۂ تو مِہر بہ ایستد ز خرامے
پیش آ و سبک آ کہ جہاں منتظرِ تست
بردار پئے جلوۂ عامے دو سہ گامے
تو ختمِ رسولانی و تو نفسِ نخستیں!
تو اولِ مخلوق و توئی ختمِ امامے
مغز بچہ ز سودائے وفایت بگریزد
ہرگز نہ جہد بوئے شفاعت بہ مشامے
شخصیکہ نخاک در تو جبہ نہ ساید
از دَورِ سپہرش نہ میسر شدہ کامے
سیرابِ سحابِ کرمت مزرعِ جاں ہا
از رشحۂ فیضت تہی جام است کدامے
بر سدرۂ اسرارِ ازل نغمہ سرا بود
وقتے کہ کلیمے نمی دانست کلامے

دانی کہ دریں خیلِ گدایانِ ہوسناک
از حلقۂ خاصیم نہ از زمرۂ عامے
تا چند لب تشنۂ ما سیر نباشد
از کوثرِ الطاف وکرم قطرۂ جامے
ارباب وصالیم و گلہ سنجِ ہجرے
مرغِ ملکوتیم و ہوا دارئ دامے
ستّار عیوبی! ۔ چہ خجالت زگناہے
علّام غیوبی! چہ ضرورت بہ پیامے

○

منم آں کہ از خاکِ پاکِ حجازم
چرا بر علوئے نژادش نہ نازم
زفردوس و کوثر بسے پاک اصلم
زخورشید و انجم بسے سرفرازم

○

یا حبیبؐ

خواجۂ دنیا و دینی یا حبیبؐ
ہادیِ شرعِ متینی یا حبیبؐ
عینِ عرفان و یقینی یا حبیبؐ
در حریمِ جاں مکینی یا حبیبؐ
خاتمؐ للمرسلینی یا حبیبؐ
رحمۃً للعالمینی یا حبیبؐ

عرشِ اعظم آستانِ جاہِ تو
منزلِ شرع و طریقت راہِ تو
بندگاں را قبلہ بیت اللہ تو
کعبۂ روح الامیں درگاہِ تو
کعبۂ روح الامینی یا حبیبؐ
رحمۃً للعالمینی یا حبیبؐ

تا ترا مسند نشینت کردہ اند
دو جہاں را از تو زینت کردہ اند
خواجۂ دنیا و دینت کردہ اند
شاہدِ جاں آفرینت کردہ اند
شاہدِ جاں آفرینی یا حبیبؐ
رحمۃً للعالمینی یا حبیبؐ

اے محمدؐ نام و محبوبی نشاں
جانی و جانانی و جاناں و جاں
مصطفا و مجتبائے دوجہاں
آیتِ حق بر فرازِ آسماں
رحمتِ حق بر زمینی یا حبیبؐ
خاتمؐ للمرسلینی یا حبیبؐ

شکر و شکوہ چیست رسمِ عاشقاں
شکر در جانست و شکوہ بر زباں
از گراں جانی رئیس آمد بجاں
شکوہ ہا آوردہ ام اے جانِ جاں!
تا بچشمِ لطف بینی یا حبیبؐ
خاتمؐ للمرسلینی یا حبیبؐ

کربلا نامہ

شمر با تیغِ برہنہ در قفا
کربلا در پیشِ مردانِ خدا
از شگافِ سرِ جبیں ہا لالہ گوں
تن ہمہ زخم و کفن ہا پُر زخوں
ابنِ ملجم دست بر تیغِ جفا
مرتضیٰ غلطاں بخوں اندر دعا
عظمتِ حق را ہزاراں زیب و زین
زہر در کامِ حسنؑ پیش از حسینؑ
یک تنِ بے سر بہ دشتِ کربلا
یک سرِ بے تن بہ طشتِ اشقیا
ذبحِ اسماعیل را بخشد کریم
تا بگیرد فدیۂ ذبحِ عظیم
بوالبشر را از ارم بیروں کند
تا سرِ ہابیل را پُر خوں کند
سالہا نازِ ذکریاؑ می کشد
ارّہ بر فرقِ یحییٰؑ می کشد
کور سازد دیدۂ یعقوبؑ را
داغ بخشد سینۂ ایوبؑ را

آں کہ زندان و زلیخا آفرید
یوسفے خواہد دریں قیدِ شدید
چوں نہالِ لطفِ حق بار آورد !
صد مسیحِ تازہ ۔ بردار آورد
از لبِ منصور می راند سخن
قاتلِ منصور را گوید بزن
ابتلا رمزیست از اسرارِ اُو
کربلا نقشیست از آثارِ او
صد ہزاراں کربلا در راہِ اُو
مشہدِ مرداں شہادت گاہِ او
مقتلے آراست با صد زیب و زین
از سرِ ہابیل تا حلقِ حسین
از پئے طفلِ صغیر و ناتواں
در کمیں خولی و ناوک در کماں
مرگ ہا آساں دریں عزم و ثبات
تشنہ کاماں ہا ۔ لبِ آبِ فرات
شکرِ او ۔ ہنگامہ کرب و بلا است
حمدِ او ۔ لب ہائے خونیں را روا ست

جلوهٔ حق چهره اُفروخت از حسین
حمدِ او می باید آموخت از حسینؑ
حق که باشد اتباعش فرضِ عین
از حسینؑ است از حسین است از حسینؑ
معجزِ انفاسِ شبیرِؑ شہید
چوں نسیم اندر مشامِ جاں دوید
وہ چہ خوش ذکریست ذکرِ کربلا
فکرہا در ذکر و فکرِ کربلا!
مشہد اُو - مرکز و ملجائے ما
از حیات عشق او احیائے ما
از حجابِ عظمتِ حق شد بروں
باز شد اَنّا الیہ راجعون
وہ چہ خوش یادیست یادِ سرورے
عالمیاں پرورے عالم گرے
حق محقّق گشت از تحقیقِ او
کربلا من جملۂ تخلیق او
قوتِ تخلیق او - عصر آفریں
روحِ ما بالغ تر از روح الامیں

○

حادثاتِ کربلا دانی زچیست؟
ایں ہمہ ہنگامہ سامانی زچیست؟
در رہِ تسلیم سر انداختن
پیشِ حکمِ حق۔ سپر انداختن
انچہ از عشق و وفا آموختیم
از حسینِ کربلا آموختیم
شمر با تیغِ برہنہ در قفا
کربلا۔ در پیشِ مردانِ خدا
عظمتِ حق از حسین کربلاست
کارواں سالارِ مردانِ خداست

○

شانِ حیدر خانۂ کعبہ کی شوکت کھل گئی
آپ کا اعجاز اور اُس کی کرامت کھل گئی
بیتِ کعبہ نے دکھائی صورتِ شقّ القمر
کھل گئی دیوار یا کعبے کی قسمت کھل گئی

○